یادِ ہستی کے دور جب جلووں سے سنور گئے ۰ اس روشنی میں ڈوب کے منظر نکھر گئے

جلوے

ساجد رضوی

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

سالِ اشاعت، جون ۱۹۷۵ء

بار اوّل: پانچ ہزار

ٹائیٹل

مصورِ قوم ہادی عباس

بہ حُسنِ اہتمام

سیّد کاظم حسین رضوی معتمد نشر و اشاعت

آندھرا پردیش شیعہ یوتھ اسوسی ایشن

مقامِ اشاعت: ۹۱۳-۱-۲۲ "ایلیا مقام" سلطان پورہ۔ حیدرآباد ۲۴ (اے پی)

ملنے کے پتے

دفتر شیعہ یوتھ اسوسی ایشن ۶۲۸-۱-۲۲ بازار نور الامراء، حیدرآباد ۲۴ اے پی

تُرابیہ گشتی کُتب خانہ، چوراہا دیوانی بلدہ۔ حیدرآباد ۲ (اے پی)

قیمت: پانچ روپے

طباعت، نئی ٹاؤن آرٹ پرنٹرز، چھتہ بازار، حیدرآباد ۲

سلام خوشنویس

ترتیب

○ "آج ساجد کی آواز ہم سب کی آواز ہے"

خطیبِ اعظم علامہ سیّد غلام عسکری صاحب قبلہ لکھنوی
ممتاز الافاضل ——— صفحہ ۵

○ "فن کے ہیرے"

خطیبِ اکبر مولانا مرزا محمّد اطہر صاحب قبلہ لکھنوی
صدر الافاضل، ایم۔ اے ——— صفحہ ۸

○ "نئی بندشوں کا معمار"

جناب سیّد علی محمّد صاحب موسوی ایم۔ اے، بی ایس۔ اے
ڈائرکٹر انڈسٹریل ریلیشن الکٹریسٹی بورڈ ——— صفحہ ۱۰

○ "اعتراف" ——— مصنف ——— صفحہ ۱۲

○ انتساب ——— صفحہ ۱۵

○ پہلا جلوہ

سرورِ کائنات ______ صفحہ ۱۷

○ دوسرا جلوہ

مولائے کائنات ______ صفحہ ۵۱

○ تجلّیِ غدیر

قصائد عید غدیر ______ صفحہ ۹۵

○ تیسرا جلوہ

جناب سیّدہ علیہا السّلام ______ صفحہ ۱۱۳

○ چوتھا جلوہ

امام حسن علیہ السّلام ______ صفحہ ۱۲۹

○ پانچواں جلوہ

امام حسین علیہ السّلام ______ صفحہ ۱۴۷

○ تجلّیِ وفا

قمر بنی ہاشم حضرتِ عباس علیہ السّلام ___ صفحہ ۱۶۱

باسمہٖ سبحانہٗ

"آج ساجد کی آواز ہم سب کی آواز ہے"

جب دین خود اپنے ماننے والوں میں "پردیسی" ہو جائے۔ جب مذہب "خلعتِ حیات" ہونے کے بجائے زندگی کی "کترن" رہ جائے، ایسے دور میں "مذہبی شاعری" کو شعارِ حیات قرار دینا ایک عظیم جرأت ہے۔ لائقِ تحسین ہیں ہمارے قومی اور ملی شعرا جو اس دور میں بھی ناقدری کے احساس سے اپنی ہمتِ بلند کو شکستہ نہیں ہونے دیتے اور ادب برائے زندگی کا ایک معیاری ثبوت اپنے مدحیہ و نعتیہ کلام کے ذریعہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء

کوہِ مولا علیؑ حیدرآباد دکن میں مولیٰ کا جشنِ ولادت تھا، جس میں شرکت کی غرض سے میں پہلی بار حیدرآباد آیا۔ میری تقریر سے پہلے حیدرآباد کے ایک شاعر نے ایک قطعہ پڑھا۔ لہجہ کی مترنم گھن گرج آج تک میرے کانوں میں بسی ہوئی ہے، کلام بھی حسین تھا، پڑھنے والا بھی خوش اخلاق تھا چنانچہ اس قطعہ کے سُن لینے کے بعد جناب ساجد رضوی صاحب نے دل و دماغ میں نہ مٹنے والی جگہ بنالی۔ اب بھی کبھی کبھی ان چار مصرعوں کو یاد کر لیا کرتا ہوں۔ آپ

بھی میری طرح لُطف اندوز ہو سکتے ہیں ؎

اسد سے آنکھ مِلانا کوئی مذاق نہیں
فنونِ جنگ دکھانا کوئی مذاق نہیں
دَہل رہے ہیں کلیجے لرز رہی ہے نظر
علیؑ کے سامنے آنا کوئی مذاق نہیں

جناب ساجد رضوی صاحب ایک مشہور شاعر ہیں۔ پہلے غزل تک محدود تھے مگر حُر کی قسمت لے کر آئے اور مدحِ معصومین علیہم السّلام میں اس طرح مشغول ہوئے کہ اب غزل کے "رندہ" کی طرف مجبوراً ہی رُخ کرتے ہیں۔

آپ کے تین مجموعۂ کلام شائع ہو چکے ہیں (۱) تجلیاں (۲) سجدے (۳) شمعِ حرم اور اب نیا مجموعہ کلام "جلوے" طبع ہو کر آپ تک پہنچ رہا ہے۔

ساجد صاحب کبھی حیدرآباد تک محدود تھے مگر ان کا شہرہ ہندوستان میں پھیل چکا ہے۔ ایسے بھی اتفاقات ہوئے کہ محفل میں لوگ آپ کا کلام پڑھ رہے ہیں، سُننے والے جھوم رہے ہیں اور ساجد صاحب ایک پردیسی کی شکل میں اپنا کلام سُن رہے ہیں۔ اُس کا اثر دیکھ رہے ہیں اور جب مجمع کو معلوم ہوتا ہے کہ خود شاعر ہم میں موجود ہے تو جوشِ عقیدت منبر پر جانے پر مجبور کر دیتا ہے۔

کل کی دکنی شعاع اب شمالی ہند کو بھی منور کر رہی ہے۔ خداوندِ عالم اس شمعِ مدحت کو فانوسِ حفاظت میں رکھے اور اس کی عقیدت و حقیقت کی روشنی میں اضافہ کرتا رہے۔

کلام کا تعارف مداخلتِ بیجا ہے۔ پڑھنے والے خود ہی لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ میں صرف پنجتنِ پاک کی مدح میں ساجد صاحب کا ایک ایک شعر لکھ کر پورے کلام کے پڑھنے کی دعوت دیتا ہوں ؎

اب آغاز کرتا ہوں سجدوں کا ساجد
مجھے مِل گئے نقشِ پائے محمدؐ

یادِ علیؑ میں سجدۂ خالق ادا کیا
ساجد یہ عشق کی ہے وہ بندگی کی بات

تری تسبیح کی گردش سے تقدیریں بدلتی ہیں
مجھوں نے یہ ہر مشکل میں دیکھا فاطمہ زہراؑ

جہادِ نفس نے تیرے یہ کر دیا ثابت
ہے ذوالفقار سے بھی بڑھ کے صبر کی شمشیر!

تھا جو کارِ اجتماعی انبیاؑ کا اے حسینؑ
تُو نے اِک دن میں کیا وہ کام تنہا اے حسینؑ

زیرِ نظر کتاب "جلوے" جو اِس تحریر کا سبب ہی اس کا بھی ایک شعر سُن لیجئے ؎

مشرق سے روز گوشۂ مغرب تک آفتاب
پھرتا ہے نقشِ پائے علیؑ ڈھونڈتا ہوا

آج ساجد کی آواز ہم سب کی آواز ہے۔

"آپ سے ہٹ کے کچھ بھی نہیں مُدعا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ"

والسّلام
سید غلام عسکری
واردِ حیدرآباد

۲۷ مارچ ۱۹۷۱ء

باسمہ سبحانہٗ

فن کے ہیرے

شاعرِ مودت جناب ساجد رضوی صاحب دام مجدہٗ حیدرآباد کے ایک خوش گو اور خوش فکر شاعر ہیں۔ موصوف کو مدحتِ اہلبیت و غمِ حسین علیہ السلام سے ایک والہانہ شغف ہے، جس کا ثبوت ان کی منقبتیں، سلام اور نوحے ہیں۔

زمینِ دکن پر مداحیِ اہلِ بیت کا سلسلہ قطب شاہی عہد سے قائم ہے اور اب اس میں ماشاءاللہ روز افزوں ترقی کے آثار نمایاں ہیں۔ اس زمین میں کسی زمانے میں ہیرے ملتے تھے۔ مجھے نہیں معلوم اب بھی لوگوں کو ہیرے ملتے ہیں یا نہیں، مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ فن کے ہیرے آج بھی اس مبارک زمین پر پائے جاتے ہیں اور جب کمال کے ہیرے پر مداحیِ اہلِ بیت کی چمک ہو تو اس کی قیمت اس دنیا میں نہیں لگائی جا سکتی۔

حیدرآباد کے انھیں جگمگاتے ہیروں میں جناب ساجد رضوی کا بھی شمار ہے۔ موصوف کے کلام میں ندرتِ تخیل اور سہولتِ نظم کے جوہر فنی پختگی کے ساتھ بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ جذباتِ ولا یا کیفیاتِ غم جب اشعار کے قالب میں ڈھل جائیں

تو ان کو حیاتِ جاوید مل جاتی ہے اور اس طرح شعر کے ساتھ شاعر بھی رہتی دنیا تک زندہ رہتا ہے۔

حضرت ساجد رضوی کے کئی مجموعے طبع ہو کر عوام سے سندِ قبول لے چکے ہیں اس سفر کے دوران موصوف نے اپنی زیرِ طبع کتاب "جلوے" کے چند شعر سنائے جو جذباتِ ولا اور کیفیتِ خلوص سے لبریز ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب بھی طبع ہو کر ساجد صاحب کے کلام کے دیگر مجموعوں کی طرح عوام میں مقبول ہوگی۔

خداوندِ عالم بہ طفیلِ محمد و آلِ محمد علیہم السلام حضرت ساجد رضوی دام مجدہٗ کو صحیح و سالم رکھے اور ان کو تادیر خدمتِ اہلِ بیتؑ کا موقع عنایت فرمائے۔

مرزا محمد اطہر عفی عنہ

۴ مارچ ۷۴ء

ردیف تازہ میں سرگرداں ہے ، اچھوتے قافیوں کا استقبال کرتا ہے اور غمِ حسینؑ میں نوحہ کناں ہے ۔ بس سمجھ لیجئے کہ ایک شاعر ہے اور ایک منفرد شاعر۔ اسی لئے تو شاعرِ مودت کے نام سے پکارا بھی جاتا ہے ۔ مبارک ہو ساجد کہ ایک دن صرف اسی نام سے پکارے بھی جاؤ گے ۔ جامِ کوثر اسی جذبۂ مودت کا ماحصل ہوگا ۔

مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مشاعرے میں سکندر علی وجد اپنی ترنم ریزیوں کے موتی بکھیر چکے تھے ۔ کسی نے میرِ مشاعرہ ماہر القادری سے کہا کہ ایک نوجوان شاعر مستحقِ توجہ ہے ۔ وجد نے یہ خواہش سن لی اور فراخ دلی کے ساتھ مسکراہٹوں سے ساجد کی طرف دیکھا ۔ میں اور میرے اردو نواز ساتھی دم بخود رہ گئے ساجد کی ہمت جرأت دیکھ کر ! سوائے غلام حیدر کرار کے اور کون ایسا مظاہرہ کرنے چلا ! بہر حال ساجد نے سحر آفریں غزل پڑھی اور مشاعرہ لوٹ لیا۔

شاعر اپنے دور کی ترجمانی کرتا ہے ' افرادِ معاشرہ کا نقیب ہے ۔ ساجد نے اس حقیقت کو پالیا ہے ۔ بھروسہ یا اعتبار ایک شاعر کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے ۔ ساجد پکارتے ہیں اپنے قائد محترم کو مدد کے لئے ، مصیبتوں کو للکارتے ہیں آؤ زور آزمائی کے لئے اگر آسکو ۔

نبیؐ کی آزمودہ قوتوں سے کام لیتا ہوں
سنبھل' اے گردشِ دوراں علیؑ کا نام لیتا ہوں

ان بنیادی حقیقتوں سے ساجد کا کلام بھرا پڑا ہے ۔ مزاج میں شائستگی ہے جس کا رنگ شاعری کو گلفشاں بنا رہا ہے ۔ ساجد نے ہندوستان میں صفِ اول کے شعرا میں جگہ پائی ہے اور دور " افق کے اُس پار " جانا ہے ساجد کو ۔

۔ سید علی محمد موسوی

سیف آباد

۳۰ / اپریل ۷۵ ۱۹ء

نئی بندشوں کا معمار !

ساجد رضوی اُردو شاعری کا ایک چمکتا ستارہ ہے جس کی ضو پاشیاں اُردو ادب کو تابناکیوں کی منزل کا پتہ دے رہی ہیں ۔ یہ حقیقت ایک ہمالیائی حقیقت ہے کہ اُردو شاعری کے دامن میں انیس و دبیر جیسے انمول موتی بھی گہر فشاں ہیں ۔ شاعر پیدا ہوں گے اور باکمال شاعر ضرور پیدا ہوں گے ۔ لیکن اب کوئی انیس و دبیر پیدا نہیں ہوگا ۔ ہاں اُن کی یاد تازہ کرنے والی ہستیاں اُبھریں گی اور اُردو ادب کے اُفق پر اپنا مقام پیدا کریں گی ۔ جناب ساجد رضوی اِس سلسلہ کی ایک کڑی ہیں ۔

اپنے زمانۂ طالب علمی میں جناب ساجد کو پہلی مرتبہ مرحوم ڈاکٹر شجاعت علی بیگ کی بنا کردہ مجلس میں سلام آخر پڑھتے سُنا ۔ یومِ عاشورہ بوقتِ عصر تنگ ' ساجد نے سیدہؑ کی ہری بھری کھیتی کا " پامالِ خزاں ہونا " دل سوز آواز میں سُنایا ۔ سوگوارانِ حسینؑ کے نالے بلند ہوئے ' دُکھیاری ماں کا مقدس رومال اشک پاروں کو جذب کرتا گیا اور ساجد کا دلگیر سلام فضائے آسمانی میں ملکوتی مرتبہ حاصل کرتا گیا ۔ ساجد ، شاعرِ مودت سے موسوم ہوئے جس کے وہ حق دار ہیں ۔

ساجد الفاظ کا بادشاہ ہے ، نئی بندشوں کا معمار ہے ، زمینِ نو کا متلاشی ہے

اعتراف

۱۹۶۵ء میں "تجلّیاں" ۱۹۶۶ء میں "سجدے" اور ۱۹۶۷ء میں "شمعِ حرم" قوم کی نذر کرنے کے تقریباً آٹھ دس سالہ مکمل سکوت کے بعد آج پھر ایک تازہ تصنیف "جلوے" اہلِ ولا کی خدمت میں پیش ہے۔

"جلوے" شعری اکھاڑہ بازی، ادبی گروہ بندی، جماعتی سیاست اور نمائشی فکر و فن سے پاک وصاف صرف اپنے ممدوحین سے میری والہانہ عقیدت اور جذبۂ مودّت کی منظوم شرح ہے۔ میری زندگی کے سب سے اعلیٰ نصب العین کی تفسیر ہے، میرا پرسنل لا ہے، میری رُوح کی آوازِ بازگشت ہے، جس کو اربابِ نظر کی خدمت میں اِس یقین کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ "تنقید برائے تنقید" کی بجائے صحت مند تبصروں اور تعمیری مشوروں سے میری ہمت افزائی فرمائینگے۔ جس کے لئے میں ہر وقت اور ہر لمحہ حاضر ہوں۔ شعر و ادب کے سلسلہ میں کبھی بھی میں اپنے تعلق سے کسی قسم کی خوش فہمی و خود فریبی میں مبتلا نہیں رہا اور نہ مستقبل میں اس کا امکان ہے۔ بصورت نظم و نثر جو کچھ بھی میں نے کہا ہے، وہ سب میرے اپنے معتقدات، مشاہدات اور وارداتِ قلبی ہیں یا پھر فیض ہے اُن ممدوحین کا جن کے در کی ناصیہ سائی میرا شعارِ حیات ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں جہاں کہیں بھی علماء کا ذکر آگیا ہے، اُس کا مصداق عُلمائے سُو ہیں۔ اگر بھولے سے بھی علمائے حق کی طرف رُوئے سخن ہو تو رُوسیاہ!

اس مختصر سے اعتراف کے بعد میں اپنے اُن تمام بزرگوں، دوستوں، عزیزوں اور شیعہ یُوتھ اسوسی ایشن کے اراکین کے علاوہ مصورِ قوم ہادی عباس کا بھی شکر گذار ہوں جن کو میں نے وقتاً فوقتاً طباعتِ کتاب اور ٹائٹل کی تیاری کے سلسلہ میں زحمتیں دی ہیں۔

میرا یہ اعتراف نامکمل ہوگا اگر میں محبِّ مکرم ذاکر فاتح فرات جناب باقر آقا صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں، کیونکہ موصوف ہی کی تحریک اور دلچسپیوں کے باعث "جلوے" پردے سے باہر آسکے۔ ورنہ اِس دورِ پُر آشوب میں، ایک مصنف، ادیب یا شاعر سے ایسا اقدام ممکن نہیں!

ساجد رضوی

"ایلیا مقام"
۲۲-۱-۹۱۳
سلطان پورہ، حیدرآباد ۲۴ - (اے، پی)

ہو

شاعر ہوں بہت ارفع و اعلیٰ ہوں میں
گردونِ مودّت کا ستارہ ہوں میں
کس طرح مقصّر تو مجھے سمجھے گا
مدّاح نصیری کے خدا کا ہوں میں

سلطان العلماء مولانا سید غلام حسین صاحب رضا آقا مجتہد العصر

اور

رئیس الملت مولانا سید علی ناصر سعید صاحب (عبقاتی) مجتہد العصر

کے نام

بصد خلوص و احترام

جن کی خاندانی و ذاتی عظمتیں
اور قومی و ملّی خدمات
مسلّم ہیں

(۱)

رنج کیوں کیجیے کیوں۔ حالِ زمانہ سنیے
غمِ بے گانہ و آزردہ یگانہ سنیے
پھر بہار آئی ہے بلبل کا ترانہ سنیے
دل کی کھل جائے کلی گُل کا فسانہ سنیے
آپ سب کو نہ کبھی کوئی کسی کا غم ہو
غم اگر ہو تو حسینؑ ابنِ علی کا غم ہو

مرزا رشید (نواسے میر انیس)

(۷)

کہیں پر صبح کرتے ہیں کہیں پر شام کرتے ہیں
سلیقہ سے برابر وقت پر سب کام کرتے ہیں
بشارت پا چکے ہیں خاتمہ بالخیر ہونے کی
علیؑ والے کہیں اندیشۂ انجام کرتے ہیں

پہلا جلوہ

یا مُصطفٰےؐ وہ ربط ہے تجھ کو خُدا کے ساتھ
جس طرح حرف رہتا ہے شامِل صدا کے ساتھ

ھُو

گُل یُوں تو کئی آئے گُلِ تر نہیں آیا
اَکملتُ کے اعزاز کا رہبر نہیں آیا
اُمّت میں ہوں محسُوبِ رسولانِ سَلَف بھی
اِس شان کا دُنیا میں پیمبر نہیں آیا

○

قطعات

ہم دولتِ ایماں کا خسارا نہ کریں گے
بربادیٔ مِلّت کا نظارا نہ کریں گے
لُٹ جائیں گے، مِٹ جائیں گے، کٹ جائیں گے لیکن
تبدیلیٔ شریعت میں گوارا نہ کریں گے

○

خوشبُو کو کسی طرح بھی تولا نہیں جاتا
دُنیا کے لئے دین کو بیچا نہیں جاتا
سرکاری مُسلمانوں سے کہدے کوئی اِتنا
اِسلام کے قانون کو بدلا نہیں جاتا

○

دَر پے ہو کہ نقشِ دلِ آگاہ بدل دو
جو راہِ حقیقت ہے، وہی راہ بدل دو
آسان ہے آئینِ شریعت کا بدلنا
تم تھوڑی سی ہمّت کرو، اللہ بدل دو

کیوں اہلِ غرض لیتے نہیں عقل کے ناخون
اِسلام بدل دینے کی دُھن میں نہ ہوں مجنون
اُس میں ہو تغیّر تو ہو اِس میں بھی تغیّر
اللہ کا قانون ہے، اللہ کا قانون

○

آلام و مصائب میں بھی وہ شاد رہے گا
جو صاحبِ ایماں ہے وہ آباد رہے گا
قرآن میں اَبتر کے اشارے سے ہے ثابت
دشمن جو محمدؐ کا ہے برباد رہے گا

○

اِس راز سے واقف ہیں غلامانِ محمدؐ
اِسلام ہے دراصل اِک احسانِ محمدؐ
اللہ جسے چاہے اُسے دے یہ سعادت!
ہر شخص کو ہوتا نہیں عرفانِ محمدؐ

○

○

کروٹیں کتنی بدلتا ہے یہ چرخِ کج مدار
رنگ دکھلاتی ہے کیا کیا گردشِ لیل و نہار
زہد و تقویٰ کے عوض اب زر پرستی ہے شعار
صاحبانِ علم ہیں منّت کشِ سرمایہ دار
جس کو دیکھو غرقِ فکرِ منفعت ہے ہر گھڑی
ہر طرف پھیلا ہُوا ہے ایک دامِ زر نگار
امرِ حق کہتے ہیں جس کو ہے حجاب اندر حجاب
صرف لفظی بحث پر ہے اہلِ حکمت کا مدار
نکتہ سنجانِ سخن نایاب ہیں عنقا صفت
واہ وا، کا غُل ہے اب حُسنِ ستائش میں شمار
زیست کے نظم و نسق میں ہے کچھ ایسی ابتری
گوشے گوشے سے ہے طوفانِ بغاوت آشکار
جنسِ کاسد بن گیا سرمایۂ علم و ہنر
ہر طرف دام و درم کی چل رہی ہے گیرو دار

رہتے ہیں دارالشفا میں کتنے بیمارانِ قوم
بیکسی کو چھوڑ کر جن کا نہیں تیماردار

۵ ہر طرف نفسانیت کا دَور دَورہ دیکھ کر
دامنِ انسانیت اب شرم سے ہے تار تار

۶ ایسے بگڑے ہیں کہ خود اپنے پہ بھی قابو نہیں
وقت کا یہ ہے تقاضا ہم پکاریں بار بار

۷ اے محمد مصطفٰے اے مالکِ لیل و نہار
نورِ چشمِ آمنہؓ اے نازشِ پروردگار

۸ ذاتِ اقدس پر تری انسانیت کو ناز ہے
تیرے دَم سے ہے جہاں میں آدمیّت کا وقار

پھر سے کرّمنا بنی آدم نویدِ گوش ہو
خیرِ امّت کا عطا ہو پھر سے تاجِ زرنگار
نور کا سُورہ نہ کیوں ہو مصحفِ رُخ پر نثار
دیکھنا صُورت کا تیری ہے عبادت میں شمار
پھر ہو مسجودِ ملائک نوعِ سافل کا وجود
پھر ہو آدم کی جبیں سے نُور تیرا آشکار

۹ تیرے چہرے سے جمالِ حق کی عظمت ہے عیاں
تیرے تیور سے جلالِ ایزدی ہے آشکار

۱۰ زیردستوں کے لئے تُو صاحبِ خُلقِ عظیم
جبر و استبداد کا سر تیری ٹھوکر سے فگار

واقفِ آدابِ حق صورت گرِ اسبابِ حق
مظہرِ ذاتِ خدا توحید کے آئینہ دار

۱۱ جا بجا ملتی ہیں تصویریں ترے کردار کی!
متنِ قرآں تیری شرحِ زندگی کا اختصار

صاحبِ نصِ جلی و واقفِ سرِّ خفی!
سامنے ہیں تیرے صف بستہ نہان و آشکار

۱۲ تیری انگشتِ مبارک کا اشارہ ہو اگر
چودھویں کا چاند دو ٹکڑے ہو پھٹ کر ایکبار

۱۳ شبّر و شبّیر دونوں گود کے پالے ترے
تیرا اُسوہ عہدِ ابراہیمؑ کا ہے افتخار

۱۴ تیرا اطمینانِ دل ہو کر مجسّم کہہ اُٹھے
لافتا الّا علیؑ لاسیف الّا ذوالفقار

تیرے ہوتے مُصلحانِ ماسبق کا کیا حساب
تیرے آگے انبیائے ماسلف کا کیا شمار

چہرۂ انور سے ٹپکے تھے جو قطراتِ عرق
اُن کی سیرابی سے ہے باغِ نبوّت میں بہار

حشر تک تاریخِ عالم سر اُٹھا سکتی نہیں!
اِس قدر ہے تیرے احسانات کا گردن پہ بار

تیری تصدیقِ نبوّت کے لئے دو شاہدین
ایک صدّیقِ حقیقی مرتضیٰ، اِک شِیر کردگار

حق کی عظمت، حق کی رفعت منزلِ نجران میں
اہلِ عالم پر تری دختر سے ہوگی آشکار

کون دختر! فاطمہؑ صدّیقہ، زہرا، طاہرہ
برزخِ بحرینِ اقلیمِ نساء کی تاجدار

نکہتِ سیبِ جناں ہے جس کی تمثیلِ لطیف
تھی امانت گاہ جس کی تیری صُلبِ نُوربار

جوہرِ اوّل وہ جس کو جھک کے تعظیمِ ادب
وہ اُٹھے اکرامِ زہرا کے لئے بے اختیار

اصل تُو ہے فرع حسنینؑ و علیؑ و فاطمہؑ
شجرۃ الاسلام تُو ہے یہ ہیں تیرے برگ و بار

رُوحِ ایماں جانِ قرآں حاصلِ کون و مکاں
تیرا ہر اِک قول ہے انسانیت کا شاہکار

اولیا و اوصیا و انبیا و مرسلیں
تیرے دسترخوانِ نعمت کے ہیں کیا کیا زُلّہ خوار

دردمندوں کے مسیحا اے غریبوں کے رسولؐ
ہے ترے در کی غلامی میں امیرانہ وقار

نُور کی پرواز تھی اِک شِیر مرکزِ تنویر تک
مہر تک ہو جس طرح واپس شعاعِ زرنگار

شانِ محبوبی تری اب ہو گئی پایانِ کار
گھیرے ہیں آیاتِ قرآنی تجھے پروانہ وار

رِجس آسکتا نہیں شانِ طہارت کی قسم
جس طرح بُردِ یمانی بن گئی محکم حصار

غازۂ خاکِ کفِ پائے علیؑ جب مِل گیا
پا گئی مُہرِ رسالت اور بھی نقش و نگار

اے علمبردارِ وحدت تیرے قدموں کی قسم
تیری ٹھوکر سے بڑھا اصنامِ کعبہ کا وقار
مُصلحانِ اوّلین و آخرین، سعیِ بلیغ
کر چکے، لیکن نہ پایا تیرے قدموں کا غبار
رجعتِ خورشید کا منظر بھی تھا کتنا حسیں
رُک گئی خود دو گھڑی کو گردشِ لیل و نہار
منصبِ ختمِ نبوّت سونپ کر بھیجا تجھے
عرش والے کو تری کُرسی کا تھا کیا اعتبار
کوئی خود پردے میں ہے مشتاق تیری دید کا
پردے کی جُنبش بنی ہے خود دلیلِ انتظار
عاصیوں کو آیۂ رحمت ترا خُلقِ عظیم
بزم میں تیری مبارک اجتماعِ نُور و نار
وزن سے تھرّا گئے جس کے زمین و کوہ و چرخ
تیرے کاندھوں کے لئے کتنا سُبک نکلا وہ بار
پی چکے تھے جو تری ساقی گری کے دَور میں
آج تک اُترا نہ اُس جامِ مودّت کا خُمار
ایک ہی سجدے میں ساجد جان دے دیتا مگر ؛ تیرے قابل ہی نہیں یہ زندگیِ مُستعار

یا مُصطفٰے وہ ربط ہے تجھ کو خدا کے ساتھ
جس طرح حَرف رہتا ہے شامِل صَدا کے ساتھ
دربار میں فقیر بھی ہیں اغنیا کے ساتھ
تُو نے دکھا دی شانِ عدالت بِھڑا کے ساتھ
آتی ہے تیری یاد بھی یادِ خدا کے ساتھ
تُو ابتدا کے ساتھ ہے تُو انتہا کے ساتھ
کس درجہ اعتبارِ مشیّت کو تجھ پہ ہے
اللہ کی رضا بھی ہے تیری رضا کے ساتھ
دُنیا کو حُسنِ خلق سے تُو نے بتا دیا
دل کس فضا میں ہوتے ہیں اِک پیشوا کے ساتھ
چھوڑے ہیں رہبری کے نمونے اِسی لئے
معلوم تھا تجھے کہ ہے دُنیا ہَوا کے ساتھ
یہ تیری کاوشوں کا نتیجہ ہے مُستقِل
اسلام کو جو ربطِ قوی ہے بَقا کے ساتھ
جنّت یہی ہے اور مَیں جنّت کہوں کسے
اِک عشق ہے مجھے ترے صَبر و رضا کے ساتھ!

جو باخبر ہے کیوں نہ ترے غم میں جان دے
آتی ہے ایسی موت پیامِ بقا کے ساتھ
تیرا ہی خون تھا جو بہا راہِ عشق میں
جاتا ہے ذہن تیری طرف کربلا کے ساتھ
۷ اُس کو کبھی خرید ہی سکتا نہیں کوئی
جس کا ضمیر ہوگیا خیر الوریٰ کے ساتھ
۸ مرنا عزیز ہے ترے قدموں پہ لوٹ کر
احساسِ منزلت بھی ہے مجھ کو ولا کے ساتھ
محشر میں تیرے سامنے آئیں گے اہلِ دل
قرآن اور تمسکِ آلِ عبا کے ساتھ
۹ دُہری خوشی ہو موت کی اِس جاں نثار کو
تُو بھی لحد میں آئے جو مشکل کشا کے ساتھ
۱۰ ہے منزلِ سجود میں اتنا یقیں مجھے
ساجد کا دل بھی ہوگا ترے نقشِ پا کے ساتھ

(۱) زمانے میں کیا ہے سوائے محمدؐ
ہُوا خلقِ عالم برائے محمدؐ
یہ عزمِ خدا کی ہے شرحِ مکمل
بعنوانِ کُن ہے صدائے محمدؐ
(۲) وجود اِن کا پہلے تھا ہر اک نبی سے
مگر سب سے آخر میں آئے محمدؐ
(۳) محمدؐ ہیں مظہر صفاتِ خدا کے
کوئی کیا کہے اِنتہائے محمدؐ
(۴) یہ فیضِ نبوّت ملی زندگانی!
عطائے خدا ہے عطائے محمدؐ
مشیّت کا شاید یہی اِقتضا تھا
رسولوں کی بگڑی بنائے محمدؐ
(۵) خدا نے کہا اپنا محبوب ان کو
پسند آئی اُس کو ادائے محمدؐ

(۶) یہ جذبِ محبّت نہیں ہے تو کیا ہے
نگاہوں میں، دل میں سمائے محمدؐ

(۷) اُسی کی خوشی ہے اُسی کا تبسّم
جسے دیکھ کر مسکرائے محمدؐ

(۸) اب آغاز کرتا ہوں سجدوں کا ساجد!
مجھے مل گئے نقشِ پائے محمدؐ

کیسے بیاں کرے گا کوئی شانِ مصطفےٰ!
حیدر ہیں جب کہ وسعتِ امکانِ مصطفےٰ!

ہجرت کی شب علیؑ بنے عنوانِ مصطفےٰ!
کفّار دیکھتے ہی رہے شانِ مصطفےٰ

اللہ کا کلام ہے فرمانِ مصطفےٰ!
ہر بات مصطفےٰ کی ہے شایانِ مصطفےٰ!

گرجائے حسنِ روئے زلیخا نگاہ سے
یوسفؑ جو دیکھیں پاکیِ دامانِ مصطفےٰ!

زیرِ سحاب شرم سے پنہاں ہوا آفتاب
چمکے اگر ہلالِ گریبانِ مصطفےٰ

قطرے کا ظرف اور سمندر کا ظرف اور
حاتم بھی ہے یکے ز گدایانِ مصطفےٰ!

اُسوہ ہے جن کی نظروں میں اُن کا یہ قول ہے
اسلام اصل میں ہے اِک احسانِ مصطفےٰ

مل جائے خاکِ پا تو مَیں سُرمہ بناؤں گا
مدّت سے ہے نگاہوں کو ارمانِ مصطفےٰ

عشقِ نبیؐ میں، میں بھی خدا کا شریک ہوں
دل میرا ہے ازل ہی سے قربانِ مصطفےٰ

اللہ اور علیؑ کے سوا کس کو علم ہے
سمجھا جو یہ وہ پاگیا عرفانِ مصطفےٰ

اِس نور پر ہوائے مخالف کا کیا اثر
روشن رہے گی شمعِ شبستانِ مصطفےٰ

سچ پوچھو تو اسی سے ہے ایماں کی تازگی
قائم رہے بہارِ گلستانِ مصطفےٰ

مُردے جِلا رہے ہیں بہ اعجازِ حیدریؑ
دیکھے زمانہ شانِ غلامانِ مصطفیٰؐ

قرآن و اہلبیتؑ کی نسبت کے فیض سے
سر پر ہے میرے سایۂ دامانِ مصطفیٰؐ

محشر میں اِک نگاہ اِدھر سیلِ مغفرت
مَیں بھی ہُوں اِک غلامِ غلامانِ مصطفیٰؐ

سجدے نہ کیوں لُٹاؤں تصوّر میں رات دِن
ساجد بری نظر میں ہے ایوانِ مُصطفیٰؐ

○

الماس و گُہر نقشِ کفِ پائے محمدؐ
جانِ گُلِ تر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

تعویذِ اثر نقشِ کفِ پائے محمدؐ
ہر غم کی سِپر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

ہر شام و سحر آتی ہے کرتی ہوئی اقرار
ہیں شمس و قمر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

مسجُودِ ملک، طلعتِ پیشانیٔ آدمؑ
تقدیرِ بشر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

ہر صاحبِ عرفاں کی نگاہوں میں یقیناً
معراجِ نظر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

سینے میں سمولوں اِنھیں آنکھوں سے لگالوں
مِل جائیں اگر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

دِن رات مہ و مہر ہیں سرگرمِ سیاحت
مقصودِ سفر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

مانی تری اعجاز نگاری مجھے تسلیم
کِھنچ جائیں اگر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

گُم گشتۂ ظلماتِ جہالت کے لئے ہیں
تنویرِ سحر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

اب ہیچ ہے گُل کاریٔ فردوسِ بریں بھی
ہیں پیشِ نظر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

وہ راہ جہنم کی یقیناً ہے کہ جس میں
آئیں نہ نظر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

پُر فردِ عمل ہو مری اعمال حُسن سے
ہوں ثبت اگر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

ہیں گُلشنِ جنّت کے مہکتے ہوئے دو پھول
رحمت کے ثمر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

یہ خاک کے دامن میں ہے قدرت کا عطیہ
انمول گُہر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

دیکھے نہ سوئے برقِ سرِ طُور جو دیکھے
موسیٰؑ کی نظر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

پانی کی مچلتی ہوئی لہروں پہ جو گزریں
ہرگز نہ ہوں تر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

پتھر پہ جو پڑ جائے کبھی بارِ نبوّت
ہو نقشِ حجر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

ساجد ہیں اُسی سمت نہ کیوں سجدے بچھا دوں
ملتے ہیں جدھر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

اے جلوہ گرِ صبحِ ازل جانِ مدینہ
تُجھ سے ہے بہارِ چمنستانِ مدینہ

تخلیق کا مقصود ہے سُلطانِ مدینہ
ہے عالمِ ایجاد پہ احسانِ مدینہ

کہتی ہے زلیخائے شریعت کی جوانی
اِک اور جھلک اے مہِ کنعانِ مدینہ

سمجھوں گا مجھے مِل گئی کونین کی دولت
ہاتھ آئے اگر گوشۂ دامانِ مدینہ

لے جائے مری خاک ہوا تیری گلی میں
گر دے اشارہ جو سلیمانِ مدینہ

ہر چند جُدا ہو گئے گُل شاخ سے لیکن
ہوتا نہیں کم جوشِ بہارانِ مدینہ

نقادِ نظر میں ہے وہی عارفِ کامل
حاصل ہو جسے دولتِ عرفانِ مدینہ

اربابِ بصیرت کے لئے ایک ہیں دونوں
وہ کعبے کا پردہ ہو کہ دامانِ مدینہ

کہتی ہیں یہ مجھ سے مری مخمور نگاہیں
ہر ذرّہ میں ہے جلوۂ جانانِ مدینہ

بڑھتی ہی چلی جاتی ہے دل میں خلشِ غم
اب یادِ مدینے کی ہے پیکانِ مدینہ

ہر قوم سے کہتی ہے یہ تاریخِ تمدّن
ہر مُلک کی گردن پہ ہے احسانِ مدینہ

کس گوشۂ ہستی میں نہیں ہیں ترے جلوے
اے ماہِ عرب مہرِ درخشانِ مدینہ

غُنچہ کبھی ہم پایۂ گلشن نہیں ہوتا
جنّت سے کہیں بڑھ کے ہے بُستانِ مدینہ

کیا خواب گہِ ناز ہے محبوبِ خدا کی
ہم رتبۂ عرش ہے ایوانِ مدینہ

از راہِ عقیدت بہ تقاضائے محبّت
دل میں ترے ساجد کے ہے ارمانِ مدینہ

○

○

رسولُ اللہ کے ہمسر نہ آئے
جہاں میں ایسے پیغمبر نہ آئے

نہ ہو جس دل میں ارمانِ مدینہ
مُرادُ اُس دل کی یارب بر نہ آئے

نبیؐ کا نامِ نامی لے رہا ہوں
کسی کا نام اب لب پہ نہ آئے

تصوّر آئے جب محبوبِ حق کا
خیال اپنا دلِ مضطر نہ آئے

جمالِ مصطفٰے میں کھو گیا ہوں
مجھے اب ہوش تا محشر نہ آئے

رہے دل میں تڑپ عشقِ نبیؐ کی
مرے دل کو سکوں دم بھر نہ آئے

سوائے احمدؐ و حیدرؓ کسی میں
صفاتِ خالقِ اکبر نہ آئے

نہ ہو مقبول سجدہ اُس کا ساجد
درِ مولاؐ پہ جس کا سر نہ آئے

○

اے مصطفیٰؐ یہ ایک صداقت کی بات ہے
اب ہر زبان پر تری عظمت کی بات ہے
تُو عالمین کے لئے ہے رحمتِ خدا
تیرا وجود اصل میں رحمت کی بات ہے
صدمے اُٹھائے تیغ اُٹھائی نہیں کبھی
ہمّت کی ہے دلیل شجاعت کی بات ہے
آیا ہے اب سمجھ میں مودّت کا فلسفہ
ہر دل میں ہر نظر میں محبّت کی بات ہے
قدرت کے راز داں تھے سبھی انبیاؑ مگر
سب سے عظیم تیری نبوّت کی بات ہے
آیا خدا کے گھر میں ترے عزم کا شریک
یہ مستقل بنائے شریعت کی بات ہے
قرآں ہے ایک معجزۂ معتبر ترا
اللہ کی زبان رسالت کی بات ہے
اُسوے سے تیرے خود تری اُمّت ہے بے خبر
اب تک ہے تجھ سے دُور قیامت کی بات ہے

تیری حدیث یاد ہے کُل قوم کو مگر
عترت سے تیری پھر گئی حیرت کی بات ہے
باقی رہے گا خُلقِ رسالت کا آئینہ
پیشِ نگاہ حفظِ شریعت کی بات ہے
ساجد کا سر ہے اور ہیں نقشِ قدم ترے
کہتی ہیں عظمتیں کہ یہ قسمت کی بات ہے

○

اے فخرِ رُسُلؐ ہر بات تری تفسیرِ حقیقت ہوتی ہے
ظاہر میں حدیث اور باطن میں قرآں کی آیت ہوتی ہے
دن رات ترقی حکمت کی تیری ہی بدولت ہوتی ہے
جب کوئی حجاب اُٹھتا ہے نیا تصدیقِ رسالت ہوتی ہے
انسان سے تُو مافوق سہی تہذیب و تمدّن شاہد ہیں
نسبت سے تری، صدقے میں ترے انسان کی عزّت ہوتی ہے
جو تیرے لُہو کے پیاسے تھے، اُن سے بھی نہ بدلا تُو نے لیا
ظاہر ہوئی فتحِ مکّہ سے، فاتح کی جو عظمت ہوتی ہے

دشمن کی عیادت کی تُونے، یہ راز بتایا دُنیا کو
اخلاق کی نازک منزل میں کیا شانِ رسالت ہوتی ہے

قائل جو نبوّتؐ کے بھی نہیں، جب ذکر ترا وہ کرتے ہیں
اقرار زباں سے ہو کہ نہ ہو، دل میں تری عظمت ہوتی ہے

پیغامِ مساوات آج ترا ہے فکر و نظر کی منزل میں
حل جتنے مسائل ہوتے ہیں، تشریحِ نبوّتؐ ہوتی ہے

یہ راز بتایا پہلے پہل تُونے ہی عمل کی دُنیا کو
افکار کی وحدت کا حاصل کردار کی وحدت ہوتی ہے

مفہومِ خدا، مقصودِ خدا، مطلوبِ خدا، محبوبِ خدا
گفتار تری، رفتار تری، پابندِ مشیّت ہوتی ہے

اکثر میں تصوّر میں تیرے مشغولِ عبادت رہتا ہوں
ساجد ہوں، عقیدہ ہے یہ مرا، یُوں بھی تو عبادت ہوتی ہے

○

یا نبیؐ ہے جو اَزل سے تری اُلفت مجھ کو
ایک انداز سے تڑپاتی ہے فطرت مجھ کو

دل میں محسوس ہوئی جب تری صورت مجھ کو
نظر آنے لگی اللہ کی قدرت مجھ کو

مَیں تڑپتا ہوں تو دل سے یہ صدا آتی ہے
چین لینے نہیں دیتی تری اُلفت مجھ کو

تیرے اسلام نے بخشا ہے مجھے ذوقِ وفا
ایک پیغامِ محبت ہے رسالت مجھ کو

تیرے اقوال نے نظروں سے اُٹھائے پردے
ہوئی معلوم ہر اک شے کی حقیقت مجھ کو

تُو نے اِس عالمِ فانی میں قدم کیا رکھا
مِل گئی ہستیِ باقی کی ضمانت مجھ کو

تُو نہیں ہے ترا اُسوہ تو ہے اب تک باقی
ایک درسِ عملی ہے تری سیرت مجھ کو

کبھی آنکھوں سے لگالوں تو کبھی سر رکھ دوں
تیرے قدموں کی ہے ہر وقت ضرورت مجھ کو

جھُومتا ہوں تری رُودادِ محبت پڑھ کر
کیوں نہ مرغوب ہو قرآں کی تلاوت مجھ کو

تیری فرقت میں نہ کیوں آٹھ پہر دل تڑپے
جب ہو محسوس ترے درد کی لذّت مجھ کو

بس وہی میری فضیلت کے لئے کافی ہے
خاکِ پاسے تری حاصل ہے جو نسبت مجھ کو

دل مِلا، درد مِلا، درد کی تاثیر مِلی
یا نبیؐ کیا نہ مِلا تیری بدولت مجھ کو

وہ بھی دن آئیں گے جب مِل کے کہے گی دُنیا
ہے محمدؐ ہی محمدؐ کی ضرورت مجھ کو

تُو نے کی ہے جو عطا جرأتِ اظہارِ خیال
کیا دبائے گی جہاں کی کوئی طاقت مجھ کو

کیوں پکارے نہ زمانہ مجھے ساجد کہہ کر
تُو نے سمجھایا ہے مفہومِ عبادت مجھ کو

○

روزِ ازل سے دل ہے نذرانۂ محمدؐ
چھیڑو نہ مجھ کو میں ہوں دیوانۂ محمدؐ

روشن ہیں میری آنکھیں انوارِ معرفت سے
سوزِ وِلا سے دل ہے پروانۂ محمدؐ

لَولاک سے ہے ثابت اَحبَبتُ سے ہے ظاہر
بیگانۂ خدا ہے بیگانۂ محمدؐ

فطرت سنوارے گیسو قدرت سجائے زُلفیں
سچ ہے ضمیرِ حق ہے خود شانۂ محمدؐ

آغاز ہے اِنھیں سے اتمام ہے اِنھیں پر
قرآن اصل میں ہے افسانۂ محمدؐ

جنّت کے شاہزادے ہیں زیبِ پُشت دونوں
کیا دِلکشی لیئے ہے دوگانۂ محمدؐ

سیبِ جناں کی خوشبو آتی ہے ہر نفس میں
خاتونِ ہیں جناں کی ریحانۂ محمدؐ

سلمانؓ کے عمل نے ثابت یہ کر دیا ہے
پروانۂ علیؑ ہے پروانۂ محمدؐ

آغاز ایک سا ہے انجام ایک سا ہے
افسانۂ علیؑ ہے افسانۂ محمدؐ

قدموں پہ سجدہ کرکے جانِ آفریں کو جاں دی
ہُشیار کس قدر ہے دیوانۂ محمدؐ

مَن کُنتُ کی صُراحی اَثمَتُ کا ہے ساغر
یارب رہے سلامت میخانۂ محمدؐ

ہے کس قدر مقدس اب میری بادہ خواری
مُنہ سے لگا ہُوا ہے پیمانۂ محمدؐ

لائے گا ہوش میں کیا اب اُس کو کوئی واعظ
مستِ مئے ازل ہے مستانۂ محمدؐ

سجدے کی منزلوں میں روشن ہُوا یہ ساجد
توحید کے ہے لب پر شکرانۂ محمدؐ

یا نبیؐ آیا ہوں دِل میں یہ تمنّا لے کر
جاؤں دُنیا سے ترے عشق کی دُنیا لے کر
تُو وہ پیغمبرِ اعظم ہے خدا شاہد ہے
آیا دُنیا میں جو اللہ کا منشا لے کر
کیا ترا عشق بھی ہے عشقِ حقیقی مولاؐ
دل تڑپتا ہے محبّت کا سہارا لے کر

چین مِلتا نہیں دَم بھر دلِ مضطر کو مرے
درد بڑھتا ہے محبّت کا تقاضا لے کر
جس کو مِل جائے ترے دَر کی غلامی کا شرف
ہفت اقلیم کی شاہی وہ کرے کیا لے کر
نام لے کر ترا بدلوں گا مقدر اپنا
آج اُٹھا ہوں یہی دل میں ارادا لے کر
کوئی جیسے مجھے قرآں کی ہوا دیتا ہے
جی رہا ہوں ترے دامن کا سہارا لے کر
سرِ ساجد ترے قدموں پہ ہے اے جانِ سجود
عشق جھکتا ہے عبادت کا قرینہ لے کر

محمدؐ تیرے جلوؤں سے فروغِ بزمِ امکاں ہے
تُو وہ شمعِ مجازی ہے حقیقت جس پہ نازاں ہے
فقط اِک رات کی معراج ہی پر عقل حیراں ہے
ترا ہر لمحۂ فکر و نظر معراج ساماں ہے

پتہ دیتا ہے دعوت پر خدا کی عرش تک جانا
بقدرِ اعتبارِ میزباں اعزازِ مہماں ہے

موحد کو بشر کہنا ہی پڑتا ہے تجھے ورنہ
بشر ہونا بشرطِ وحیِ ربّانی کچھ آساں ہے

صداقت ناز کرتی ہے ترے طرزِ تکلّم پر!
زباں سے کہہ دیا جو تُو نے وہ مفہومِ قرآں ہے

محبت میں تری لُطف آتا ہے عشقِ حقیقی کا
ترا ہی نام میری داستانِ دل کا عُنواں ہے

حبیبِ کبریا تیرِ نگاہِ ناز کا تیرے
نکلنا دل سے مشکل ہے سمانا دل میں آساں ہے

جہاں تک جاتی ہیں نظریں محمدؐ ہی محمدؐ ہیں
ہے خود پردے کے اندر شمع اور جلوہ نمایاں ہے

مدارج فقر کے پُوچھے کوئی اہلِ تصوّف سے
ترے در کا گدا اپنے زمانے کا سُلیماں ہے

مجھے انسانِ کامل کر دیا تیری محبت نے
یہی معیارِ انساں ہے یہی معراجِ انساں ہے

ہے تجھ سے زندگی میری تجھی پر جان دیتا ہوں
مجھے جینا بھی آساں ہے مجھے مرنا بھی آساں ہے

ترے کوچے میں سانس اُکھڑے ترے قدموں پہ دَم نکلے
یہی اِک آرزو ہے، اِک تمنّا ہے، اِک ارماں ہے

تُو وہ انسانِ اعظم ہے نگاہِ اہلِ معنیٰ میں
کہ جس کے بعد تنہا ذاتِ لا محدودِ یزداں ہے

ترے قدموں پہ سر رکھ کر قرار آتا ہے ساجدؔ کو
محبّت کی شریعت میں عبادت کا یہ عُنواں ہے

جلوہ ہیں مصطفیٰؐ کہیں پردہ ہیں مصطفیٰؐ
آئینہ اعتبارِ خدا کا ہیں مصطفیٰؐ

قوسین میں شرف دہِ ادنا ہیں مصطفیٰؐ
عرفانِ حق کی آیتِ کُبریٰ ہیں مصطفیٰؐ

قبلہ ہیں مصطفیٰؐ مرے کعبہ ہیں مصطفیٰؐ
میرے ہر ایک غم کا مُداوا ہیں مصطفیٰؐ

لولاک سے مِلا ہمیں اِس بات کا سُراغ
صُورت گرِ ازل کی تمنّا ہیں مصطفٰےؐ

نقشِ بدیعِ کِلکِ مشیّت نگارِ حق
رازِ نہانِ عَلَّمَ الْاَسْمَا ہیں مصطفٰےؐ

اَحْبَبْتُ کے اشارے سے سب بھید کُھل گیا
دراصل لفظِ کُن کا ارادہ ہیں مصطفٰےؐ

بندوں سے ربط و ضبط خدا سے بھی اِتصال
دونوں میں ایک برزخِ کُبرٰی ہیں مصطفٰےؐ

معراج کی فضا میں وہ نعلین کے نُقوش
صد افتخارِ عرشِ مُعلّٰی ہیں مصطفٰےؐ

خُلقِ عظیم شاہدِ عادل ہے حشر تک
پچھلی نبوّتوں کا خلاصہ ہیں مصطفٰےؐ

آدمؑ سے لیجے منزلِ عیسٰیؑ مسیح تک
جس کی دلالتیں ہیں وہ دعوٰی ہیں مصطفٰےؐ

قربِ جلالِ منزلِ قوسین کی قسم
زینت دہِ دَنَا فَتَدَلّٰی ہیں مصطفٰےؐ

اِن کی سفارشوں سے خطا ہوگئی معاف
آدمؑ کے واسطے درِ توبہ ہیں مصطفٰےؐ

آتے ہیں لے کے احسنِ تقویم کی سند
شانِ ظہورِ حق کا سلیقہ ہیں مصطفٰےؐ

ان کے کرم سے مِل گیا ساحل نجات کا
کشتیِ نوحؑ کے بھی کھویّا ہیں مصطفٰےؐ

کہتی ہے صاف صاف یہ تاکیدِ وَابْتَغُوْ
محشر میں مغفرت کا وسیلہ ہیں مصطفٰےؐ

شعلے بدل گئے گُلِ تازہ بہار سے
حق کی نسیمِ لُطف کا جھونکا ہیں مصطفٰےؐ

بجلی گری ہے طُور پہ غش کر گئے کلیمؑ
حق کی جلالتوں کا سراپا ہیں مصطفٰےؐ

دیدارِ حق نصیب ہو جسکے طفیل میں
دل کے لئے وہ دیدۂ بینا ہیں مصطفٰےؐ

خود میرے دِل کے دَرد نے میٹ کر بتا دیا
ٹوٹے ہوئے دِلوں کا سہارا ہیں مصطفٰےؐ

ساجد کوئی نہ مانے تو کیا بات حق ہے یہ　　میرے لئے تو حاصلِ سجدہ ہیں مصطفٰےؐ

قطعات

ذاکرِ فاتح فرات جناب باقر آغا کی ایک تقریر سے متاثر ہوکر یہ قطعے لکھے گئے۔

سمجھنا چاہتے ہو گر رموزِ فطرت کو
مجاز سے نہ ملاؤ کبھی حقیقت کو
شریعتِ نبویؐ کو بدلنے سے پہلے
اگر ہے دَم تو بدل دو نظامِ قدرت کو

شیخ صاحب اپنی پیدائش کا کچھ کہیئے تو حال
کس طرح پیدا ہوئے ارشاد کچھ تو کیجئے
ہم وسیلے کا جبھی مانیں گے تارک آپ کو
والدِ ماجد کا اپنے نام ہی مت لیجئے

انکارِ نبوّت کرتے ہو انکارِ رسالت کرتے ہو
اور پھر بھی مسلماں بنتے ہو کیسی یہ قیامت کرتے ہو
قرآن کو جس کے کہنے سے پیغامِ ہدایت مانا ہے
انکار اُسی کے رُتبے سے کیا دین کی خدمت کرتے ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا جلوہ

اکثریت میں نصیری ہوں زمانے بھر میں
جوہرِ ذات جو ہو جائے نمایاں تیرا

نہیں ہے رُوح تو انسان رہ نہیں سکتا
بغیر معنیٰ کے قرآن رہ نہیں سکتا
علیؑ کو چھوڑنے والے خبر بھی ہے تجھ کو
علیؑ سے ہٹتے ہی ایمان رہ نہیں سکتا

○

قطعات

علیؑ نوشتۂ تقدیر کو بدلتے ہیں
علیؑ سے کام خدائی کے سارے چلتے ہیں
یہ معجزہ ہے ذرا آپ بھی تو سُن لیجے
علیؑ کے نام سے گرتے ہوئے سنبھلتے ہیں

○

مُنافقت سے کوئی فیض پا نہیں سکتا
چراغِ حق کو زمانہ بجھا نہیں سکتا
سیاستِ اُمویّہ پسند ہو جس کو
علیؑ کا نام زباں پہ وہ لا نہیں سکتا

○

اُمورِ حق میں کہاں کس کا زور چلتا ہے
کہیں نوشتۂ تقدیر بھی بدلتا ہے
یہ بات میری سمجھ میں نہ آسکی اب تک
علیؑ کے ذکر سے کیوں دل کسی کا جلتا ہے

مَیں جانتا ہوں کہ فطرت بدل نہیں سکتی
جو پھانس دل میں چُبھی ہے نکل نہیں سکتی
علیؑ کی بزم ہے اتنا سمجھ لیں دشمنِ دیں
یہاں سیاستِ شیخین چل نہیں سکتی

○

علیؑ سے بُغض ہے دِل میں نبیؐ سے اُلفت ہے
عجیب ہے یہ طبیعت، عجیب فطرت ہے
پکارتا ہے جہنّم اِدھر چلے آؤ
مخالفینِ علیؑ کی یہاں ضرورت ہے

○

علیؑ سے عشق جو اے شیخ کر نہیں سکتا
صراط سے وہ سلامت گذر نہیں سکتا،
ہزار بار نہیں لاکھ بار قتل کرو!
علیؑ کے عشق کا مارا تو مَر نہیں سکتا

○

یہ بات سب پہ اچھی طرح آشکار ہے
پھُولوں کے دَم قدم سے چمن پُر بہار ہے
اے دشمنِ خدا تجھے شاید خبر نہیں
ذکرِ علیؑ سے ذکرِ خدا کا وقار ہے

○

دُنیا کو سہارا ہے ہر اِک کام علیؑ کا
کام آتا ہے ہر کام میں بس کام علیؑ کا
ثابت ہی نُصیری پہ نہیں کُفر کا الزام
جو نام خدا کا ہے وہی نام علیؑ کا

○

ہر اِک پہ کرم ہے سحر و شام علیؑ کا
مُشکل میں لیا کرتے ہیں سب نام علیؑ کا
یہ دستِ خدا، نفسِ خدا، عینِ خدا ہیں
معبُود ہی کا کام ہے ہر کام علیؑ کا

○

برائے نام مُسلم ہے، مسلماں جو بظاہر ہے
نگاہِ اہلِ ایماں میں تو وہ فاسق ہے فاجر ہے
علیؑ تو کُلِ ایماں ہیں جوابِ کُفرِ کُل بھی ہیں
علیؑ کو جُزوِ ایماں جو نہیں کہتا وہ کافر ہے

اِسلام کے حُدود میں داخل نہیں رہا
ایماں کے دائرے میں وہ شامل نہیں رہا
نامِ علیؑ کو لازمِ کلمہ نہ جو کہے
وہ منبرِ رسولؐ کے قابل نہیں رہا

کیا کوئی بتا سکتا ہے امکان علیؑ کا
ہر شخص کو ہوتا نہیں عرفان علیؑ کا
اے دشمنِ ایماں تجھے کیا یہ نہیں معلوم
ایمان کی شہ رگ پہ ہے احسان علیؑ کا

جوہرِ عشق ہے مرکزِ دلِ انساں تیرا
زیست اُس کی ہے جسے ہوگیا عرفاں تیرا
کس جگہ خُون میں لوٹے نہیں کُشتے تیرے
کس پہ خنجر نہ چلائے غمِ جاناں تیرا
کوئی ظاہر میں تڑپتا ہے تو باطن میں کوئی
ہم نے دیکھا ہے بَدلتا ہُوا عُنواں تیرا
یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ نہ بِسمل ہو کوئی
چٹکیاں دِل میں جو لے جذبۂ پنہاں تیرا
داغِ دل، داغِ جگر کی ہیں بہاریں ہر سُو
بشریّت کی حَدوں تک ہے گُلستاں تیرا
دل بھی ہے، دَرد بھی ہے، درد کا احساس بھی ہے
بیش و کم خوگرِ لذّت ہے ہر انساں تیرا
امتحاں گاہ میں تیری وہ قدم رکھتا ہے
جو اَزل ہی سے ہے وابستۂ داماں تیرا
کسی دُشوار کو دُشوار سمجھتا ہی نہیں
مرحلہ ہوگیا جس کے لئے آساں تیرا

فرض ہے اُس پہ محبّت وہ نبیؐ ہو کہ امامؑ
کون مقصود نہیں تا حدِ امکاں تیرا

سب یہاں معرفتِ حق کے لئے آئے ہیں
مقصدِ عالمِ ایجاد ہے عرفاں تیرا

گھر میں اللہ کے پیدا ہو جو بندہ کوئی
وہ تو لے جوہرِ فطرت ہے اِک ارماں تیرا

کام لینا ہے خدائی کو اُسی بندے سے
آج مہماں ہے جو اے خالقِ یزداں تیرا

ہے جو ہمنام ترا جس کو علیؑ کہتے ہیں
ہر طرح سے جو ہے اے خالقِ سبحاں تیرا

طالبِ مطلعِ انوار ہے پھر جوشِ ثنا
اب تو ہے کیف کے عالم میں سخنداں تیرا

یا علیؑ قلبِ پیمبرؐ ہے ثنا خواں تیرا
نشرِ اسلام ہے اِک کارِ نمایاں تیرا

تیری آمد پہ تھا اعلانِ رسالت موقوف
منتظر تھا عملِ رہبرِ ایماں تیرا

تھی نبوت کی نظر تیرے زچہ خانے پہ
چشمِ حق بیں میں تھا مستقبلِ تاباں تیرا

تھی ضرورت تری تصدیقِ رسالت کیلئے
اِس سے آگاہ تھا پیغمبرِؐ ذیشاں تیرا

ایک مُدّت سے تھی آغوشِ پیمبرؐ خالی
پرورش پا رہا تھا قلب میں ارماں تیرا

متبسّم ہوی ناگاہ جدارِ کعبہ
اور زچہ خانہ بنا خانۂ یزداں تیرا

دیکھ کر خانۂ معبوُد میں آمد تیری
کلمہ پڑھنے لگی رفعتِ انساں تیرا

ہے ولادت تری خود تیری طہارت کی دلیل
دُور ہے رِجس سے ہر رشتۂ داماں تیرا

یہ فضیلت تو پیمبرؐ کو بھی حاصل نہ ہوی
اتنا کہنے پہ ہے مجبور ثنا خواں تیرا

حق کو منظور نہ تھی خاطرِ مریمؑ بھی جہاں
کام آیا ہے وہاں جذبۂ پنہاں تیرا

مُبتدا کی یہ ہے منزل تو خبر کیا ہوگی
آخری حدِ محامد پہ ہے عُنواں تیرا
تیرا آغاز ہے انجامِ رسالت بخدا
حشر تک دَورِ نبوّت پہ ہے احساں تیرا
لے کے تُو آگے بڑھا مقصدِ پیغمبرؐ کو
راستہ روکتے کیا دشمنِ ایماں تیرا
راہ میں تیری موانع کبھی حائل نہ ہوئے
رہ گئی دیکھ کے منہ گردشِ دَوراں تیرا
ہیں فصیحانِ عرب تیری فصاحت کے ثناگر
اِنتہا یہ ہے ہم آواز ہے قرآں تیرا
ایک زینہ ہے تُو ہی معرفتِ باری کا
معترف دِل سے ہے ہر صاحبِ عرفاں تیرا
اکثریت میں نُصیری ہوں زمانے بھر میں
جوہرِ ذات جو ہو جائے نُمایاں تیرا
ہے شجاعت تِری اعجازِ رسُولِ عربی
لوہا مانے ہوئے ہے کُفرِ گُریزاں تیرا

زندگی تیری شریعت کی مکمّل تصویر
آئینہ دین کا ہے چہرۂ تاباں تیرا
تُو نے اقوامِ جہاں کو وہ دیا درسِ عمل
آج اِنساں ہے بنایا ہُوا اِنساں تیرا
تُو نے کمزور کو بھی جینے کے قابل سمجھا
یہ بھی دُنیا میں ہے اِک کارِ نُمایاں تیرا
آج مزدُور کی دُنیا کو ہوئی قدر تری
آج اعزازِ مشقّت ہے ثنا خواں تیرا
فاقے خود کر کے فقیروں کو غذا پہنچائی
کیوں نہ ہو عالمِ ایثار پہ احساں تیرا
وہ ترا عہدِ خلافت وہ فقیرانہ مزاج
دیکھے احساس کی دُنیا غمِ دَوراں تیرا
تیرا ہر فعل ہے ہر دَور میں اِک لمحۂ فکر
کاش مقصود سمجھتے یہ مُسلماں تیرا
اِک تمنّا یہی باقی ہے دلِ ساجد کی
سَر ہو قدموں پہ ترے ہاتھ میں داماں تیرا

یا علیؑ حاصلِ کعبہ ہے ولادت تیری
ساری دُنیا پہ ہے بھاری یہ فضیلت تیری

اِس ولادت میں ہیں کچھ خاص رموزِ قدرت
انبیاؑ سے بھی ہے کچھ بڑھ کے جلالت تیری

اپنے گھر میں کیا اِس واسطے حق نے پیدا
اُس کے محبوب کو درکار تھی نصرت تیری

مددِ غیر مشیّت کو گوارا نہ ہوئی
تھی محمدؐ کی نبوّت کو ضرورت تیری

دوسری وجہ عجب کیا ہے یہ ہو پیشِ نظر
پہلی منزل ہی پہ ثابت ہو طہارت تیری

توڑے ٹوٹے نہ کسی سے تری عصمت کی دلیل
ہوی اِس واسطے کعبہ میں ولادت تیری

تیسری وجہ ولادت کی ہے یہ بھی ممکن
عملِ بُت شکنی کو تھی ضرورت تیری

اپنے ہی ہاتھ سے بُت توڑ دیئے قدرت نے
اب تو اللہ کی قوت ہوئی قوت تیری

کیا عجب وجہِ چہارم ہو دلیلِ معراج
حکمأ کے لئے کافی ہو یہ حُجّت تیری

تجربہ کعبہ کی دیوار کا ہے اِس پہ گواہ
ہے نظامِ فلکی پر بھی حکومت تیری

پانچویں وجہ ولادت کی یہ ہے نزدِ خرد
کم نہ ہو فاطمہ زہرأ سے جلالت تیری

مسکنِ ختمِ رُسلؐ میں وہ ہوئی تھیں پیدا
اس لئے خانۂ خالق سے ہے نسبت تیری

کون عارف ہے ترا احمدِ مرسل کے سوا
حدِ ادراک سے باہر ہے حقیقت تیری

منتخب کردۂ قدرت یہ ہے عظمت تیری
حاصلِ ختمِ رسالت ہے امامت تیری

جس گھڑی مُہرِ نبوّت نے قدم چُوم لیئے
اعتبارات کی حد بن گئی رفعت تیری

تیرے ہی ہاتھ ہمیشہ رہا میدانِ جہاد
بن گئی فتح کا معیار شجاعت تیری

تجھ کو پایا کہ پیمبر نے خدائی پائی
مطمئن ہو گیا دل دیکھ کے صورت تیری
جو دو عالم کی عبادت سے بھی افضل ہو جائے
کسقدر ہو گی گراں قدر وہ ضربت تیری
جب صفاتِ احدیت کا بیاں ہوتا ہے
تیرے مشتاق سمجھتے ہیں حکایت تیری
پھر نہ اُٹھی کسی گوشے سے سلونی کی صدا
بشریت کی حدوں تک ہے یہ وحدت تیری
تھی زباں ربِّ عُلا کی تو دہن بندے کا
یاد ہے منبرِ کوفہ کو خطابت تیری
تیرے کردار سے انسان کا کردار بنا
خالقِ عالمِ اخلاق ہے سیرت تیری
پُوچھیئے اُن سے جو ہیں ماہرِ آئین و اصول
دین و دُنیا کو مِلاتی ہے سیاست تیری
کون کیا تھا نہیں اس سے ہے نہ مطلب نہ غرض
جب ہے منصوص من اللہ خلافت تیری

تُو ہر اِک دَور کا ہے قائدِ برحق بخدا
نہیں اَدوار کی پابند قیادت تیری
نام لیتا ہے ترا آج بھی ہر محنت کش
ایک درسِ عملی بن گئی محنت تیری
باغ تو سینچ گیا ساقیِ کوثر ہو کر
نقش ہے صفحۂ گیتی پہ ریاضت تیری
آج احساسِ عوامی کے بڑے دعوے ہیں
پھر بھی حاصل نہ ہوئی طرزِ حکومت تیری
آج اِس دَورِ ترقی میں بھی اے عقدہ کُشا
زندگی کے ہے مسائل کو ضرورت تیری
بندگی سے تری خالق کا ہے اِثباتِ وجود
سَر جُھکا دیتی ہے ساجد کا اطاعت تیری

○

ہستی ہے تری باعثِ تکمیلِ نبوّت
تُو پہلے پہل کر گیا تصدیقِ رسالت

کس طرح گھٹائے گا کوئی تیری فضیلت
انساں کے بس کا نہیں معیارِ حقیقت

تُو قوتِ بازو ہے رسولِ عربی کا
تکیہ کیئے ہیں تجھ پہ کمالاتِ رسالت

تُو محسنِ اسلام ہے تُو محسنِ ایماں
ممنونِ کرم ہے تری دُنیائے شریعت

تُو فرشِ رسالت پہ محمدؐ نظر آیا
کہتے ہیں اِسے وحدتِ انوارِ حقیقت

تُو نفسِ نبیؐ نفسِ خدا عینِ خدا ہے
تُو رُوحِ نبوّت ہے تُو ہی جانِ مشیّت

تُو صنعتِ بے مثل ہے نقّاشِ ازل کی
ہے پیکرِ انساں میں کمالِ احدیت

تُو شاہدِ تبلیغ ہے تُو حاصلِ تبلیغ
مقصودِ رسالت ہے فقط تیری امامت

معلوم ہُوا اب ترا عرفانِ جہادی
افضل ہے عباداتِ جہاں سے تری ضربت

نُورِ نبویؐ سے تو جُدا ہو نہیں سکتا
عارف کے لئے ایک ہے معیارِ فضیلت

جو اصلِ محمدؐ ہے وہی اصلِ علیؑ ہے
ہوتا نہیں محدُود کبھی نُورِ حقیقت

تُو راہبرِ حق ہے تُو ہی ہادیِ برحق
جادہ ہے ترا جادۂ توحید و نبوّت

دشمن نے بھی مانا تری تلوار کا لوہا
یہ قلب کی قوت ہے یہ اندازِ شجاعت

کیا عابد و معبُود میں ہے ربطِ حقیقی
ہے دیکھنا چہرے کو ترے عینِ عبادت

اجماعِ ملک سے بھی خلافت نہیں ملتی
ہوتا نہیں ہر شخص سزاوارِ امامت

ہے صرف ترے اور ترے گھر کیلئے ہے
وہ امرِ خدا ہے جسے کہتے ہیں ولایت

امکانِ خطا جس میں نہ ہو مثلِ پیمبرؐ
ہوتا ہے شریعت میں وہ شایانِ قیادت

بن جاتا نہ کس طرح رسالت کا سہارا
توحید کے اثبات کو تھی تیری ضرورت
معیارِ عبادت یہی ساجد کے لئے ہے
سجدہ تری درگاہ کا ہے فرضِ محبت

یا علی لب ہلا دیجئے
مر رہا ہوں جلا دیجئے
در پہ رہنے کی جا دیجئے
میری بگڑی بنا دیجئے
ساری دنیا ہے میرے خلاف
آپ ہی آسرا دیجئے
کیجئے حل مری مشکلیں
غم سے پیچھا چھڑا دیجئے
میری کشتی کو طوفان سے
اب کنارے لگا دیجئے

ہر بُنِ مُو کرے شرحِ غم
آپ اگر حوصلہ دیجئے
سلسلہ بے قراری کا اب
اپنے در سے ہلا دیجئے
دردِ دل لادوا ہو گیا
آپ ہی اب دوا دیجئے
اپنے دامن کی دے کر ہوا
ہوش میں مجھ کو لا دیجئے
گوش مشتاقِ آواز ہیں!
دور ہی سے صدا دیجئے
خاک چھانوں درِ پاک پہ
ایسا بختِ رسا دیجئے
آ کے بالیں پہ وقتِ اخیر
زیرِ لب مسکرا دیجئے
ایک مدت سے ہوں تشنہ لب
جامِ کوثر پلا دیجئے

آستاں سے بڑی آس ہے
صدقہ حسنینؑ کا دیجئے
کب سے ساجد ہے سجدہ کُناں
بندگی کا صِلہ دیجئے

یا علیؑ کیا کہوں میں تم کیا ہو
میرا ماوا ہو میرا ملجا ہو
بندگی میں یہ حال میرا ہو
سر خدا کا ہو دِل تمہارا ہو
دِل کا کعبہ نظر کا قبلہ ہو
تم ہی جلوہ ہو تم ہی پردہ ہو
جس کی خاطر بنے زمان و مکاں
وہ حقیقت کا خاص منشا ہو
جس سے قائم ہے اعتبارِ حیات
تم مشیّت کا وہ سلیقہ ہو

کوثر و سلسبیل و نہرِ لبن
جس کے قطرے ہیں تم وہ دریا ہو
خاتم المرسلینؐ پیمبر کے
ہم نوالہ ہو ہم پیالہ ہو
تم ہو نفسِ خدا و عینِ خدا
حق کا مفہوم حق کا منشا ہو
تم کو کہتا ہے ہر شکستہ دل
بے سہاروں کا اِک سہارا ہو
تم کو آسان ہے علاج مرا
تم تو عیسیٰؑ کے بھی مسیحا ہو
کیا بیاں ہو تصرفات کی شان
موت ٹل جائے تم اگر چاہو
دیکھ کر تم کو کہتے ہیں موسیٰؑ
نگہِ ناز کا اُجالا ہو
نامِ اقدس سے صاف ظاہر ہے
تم بہ ہر اعتبار اعلیٰ ہو

کیوں نہ سجدہ کرے تمہیں ساجد
تم ہی تو اعتبارِ سجدہ ہو!

○

امیر المومنینؑ صورت گرِ آیاتِ قرآنی
ترے اقوال میں افعال میں ہے شانِ یزدانی
تری پہلی نگاہِ شوق تصدیقِ رسالت تھی
تری آنکھوں میں لہریں لے رہی تھی رُوحِ قرآنی
ترے لہجے سے ہیں مانوس اسرارِ مشیّت بھی
شبِ معراج تُو ہے ترجمانِ وحیِ ربّانی
سمجھ سکتا ہے کون اُس وقت کے ذہنی منازل کو
رسولؐ اللہ نے جس دم تری آواز پہچانی
یہ پردہ وصل کا ہے فصل سے نسبت نہیں کوئی
اِدھر بھی نُورِ یزدانی اُدھر بھی نُورِ یزدانی
تری تلوار سے بڑھ کر تری گفتار نے مارا
دِلوں پر سب کے قبضہ کر لیا تُو نے بہ آسانی

زباں کی وُسعتیں قاصر ہیں تشریحِ مطالب سے
تجھے ایمانِ کُل کہتا ہے خود اسلام کا بانی
تجھی سے سلسلے ملتے ہیں اربابِ طریقت کے
ترا صدقہ ہے اہلِ معرفت کا ذوقِ عرفانی
جو صورت آشنا تھے یا جنھیں عرفانِ سیرت ہے
سمجھتے ہیں تجھے حُسنِ اَزل کا نقشِ لافانی
ولادت گاہ تیری انفرادی شان رکھتی ہے
موافق اور مخالف کی جہاں جُھکتی ہے پیشانی
فرشتے حاضری دیتے ہیں تیرے بابِ حکمت پر
ترا بیت الشرف ہے منزلِ آیاتِ قرآنی
اگر افضل سمجھنا ہے کمی فہم و فراست کی
رسولؐ اللہ سے کمتر سمجھنا بھی ہے نادانی
کمی کرتے ہیں جو تیرے فضائل اور مناقب میں
دو عالم میں ملے گا کیا اُنھیں غیر از پشیمانی
خدا بھی کہہ دیا مجبور ہو کر کہنے والوں نے
ہوئی جب معرفت میں تیری عاجز عقلِ انسانی

یہ تعبیریں ہیں اظہارِ حقیقت کے لئے لازم
بہ الفاظِ دگر کہتے ہیں تجھ کو احمدِ ثانی
کُھلے کتنے ہی عقدے ناخنِ تدبیر سے تیرے
بہت مشکل سے مشکل مسئلوں کو کر دیا پانی

(۸) ترے دروازے پہ آنا پڑا اُس منکرِ حق کو
مسائل کے سمجھنے میں ہوئی جس کو پریشانی
امامت کے مقابل کیا حقیقت ہے حکومت کی
تری ٹھوکر میں ہیں تختِ حکومت تاجِ سلطانی
ترا معیارِ بخشش تھا وہ معیارِ خداوندی
کہ سائل کو ہوئی محسوس اپنی تنگ دامانی

(۹) ہزاروں درس لے کر صاحبِ کردار کہلائے
ترے ذوقِ عمل سے بن گیا کردارِ انسانی
شجاعت کا اک ادنیٰ سا نمونہ جنگِ خندق ہے
تری اک ضرب میں ہے اعتبارِ وزنِ ایمانی
ملائک دم بخود ہیں ترے اطمینانِ خاطر پہ
نبوت کی ردا ہیں وہ ترے چہرے کی تابانی

حسین انسان کتنے شاہکارِ دستِ قدرت ہیں
مگر تو پیکرِ انساں میں ہے مطلوبِ یزدانی

(۹) کہیں اُس ذاتِ واجب کا نہ دھوکا تجھ پہ ہو جائے
نہیں ملتا کوئی تجھ سا بشر تا حدِّ امکانی

(۱۰) دلیلِ رفعتِ ساجد ہے اک سجدہ ترے در کا
یہی شانِ عبادت ہے یہی معراجِ عرفانی

○

۱ کعبے میں انقلاب کے آنے کا وقت ہے
در صورتِ جدار بنانے کا وقت ہے

۲ شیرِ خدا کے جلوہ دکھانے کا وقت ہے
گھی کے دیئے حرم میں جلانے کا وقت ہے

۳ عیسیٰ کی یہ پکار ہے مریم کی یہ صدا
فرشِ حرم پہ آنکھیں بچھانے کا وقت ہے

۴ جبریل کہہ رہے ہیں نظر رو برو رہے
مولائے کائنات کے آنے کا وقت ہے

5 بیتِ خدا میں شانِ خدا کا ظہور ہے
اصنامِ کعبہ سر کو جھکانے کا وقت ہے

6 آیا ہے نصف نور سے ملنے کو نصف نور
اب دو دلوں کو ایک بنانے کا وقت ہے

7 مدت کے بعد کعبے میں بچھڑے ہوئے ملے
رحمت کو حق کی جوش میں آنے کا وقت ہے

8 شہرِ علوم آگیا بابِ علوم تک
اُمّی کو اب کتاب سنانے کا وقت ہے

9 آنکھیں کھلیں ہیں آپ کے دیدار کے لئے
اے مصطفےٰ گلے سے لگانے کا وقت ہے

10 اے دل ولادتِ علوی کے طفیل میں
تیری ہر اک مراد بر آنے کا وقت ہے

11 حیدر کو لے کے آتے ہیں کعبے سے مصطفےٰ
بگڑی کو اپنی آج بنانے کا وقت ہے

12 آؤ کلیمؑ آؤ یہ منظر بھی دیکھ لو!
وجہِ خدا سے پردہ اُٹھانے کا وقت ہے

13 ڈر ہے کہ طور کی طرح تجلی نہ گر پڑے
اے شوقِ دید آنکھیں بچھانے کا وقت ہے

14 چن لیجئے نگاہوں سے دیدارِ حق کے پھول
دل کی کلی خلیلؑ کھلانے کا وقت ہے

اے نوحؑ سامنے ہی تو ہے ساحلِ مراد
کشتی کو اب کنارے لگانے کا وقت ہے

15 کعبے کے در کے ساتھ ہے توبہ کا در کھلا
آدمؑ دعا قبول کرانے کا وقت ہے

ماہی سے ماہ تک ہے علیؑ ہی کی سلطنت
یونسؑ انھیں سے دل کے لگانے کا وقت ہے

16 نادِ علی کے ورد نے مجھ کو بچا لیا
سوئے ہوئے نصیب جگانے کا وقت ہے

مشکل کشا ہے سامنے اے اہلِ درد و غم
جو کچھ گذر رہی ہے سنانے کا وقت ہے

17 قدموں پہ سر ہے ہاتھوں میں ہے دامنِ علیؑ
اے موت آ یہی ترے آنے کا وقت ہے

18 ساجد جُھکا کے نقشِ قدم پر علیؑ کے سر
سجدوں کا اعتبار بڑھانے کا وقت ہے

زینتِ مسندِ حرم مالکِ قصرِ داوری
تیرے گدا کی شان سے پست ہے شانِ قیصری
تیری جبینِ حق نما سجدۂ کُفر سے بَری
مثلِ رسولؐ ہے تجھے دونوں جہاں پہ برتری
زوجہ تری بتولؑ ہے بھائی ترا رسولؐ ہے
کس کی مجال کر سکے جو کوئی تیری ہمسری
تیرے غلام کو نصیب کون و مکاں کی نعمتیں
دونوں جہاں کی مملکت زیرِ نگین قنبری
کوئی مثال ہی نہیں تیرے کمالِ نفس کی
میری زباں کہاں، کہاں تیرا بیانِ برتری
خالی کبھی رہا نہیں تیرے وجود سے جہاں
یعنی ہر اِک رسولؐ کی تُو نے ہی کی ہے یاوری

تُو نے متاعِ کُفر سے پاک کیا خُدا کا گھر
تُو نے مٹائے قوم کے دِل سے نقوشِ آذری
ذکر سے تیرے تازگی دین کے قلبِ زار میں
کُفر کے کاروبار میں نام سے تیرے تھرتھری
راہِ نجات کیوں نہ ہو تیری صراطِ مُستقیم
صدقے ہوئی ہزار بار جس پہ خضر کی رہبری
ایک نگاہِ لُطف پر میری نجات منحصر
ایک اشارے پر ہوئی رجعتِ شاہِ خاوری
قابلِ ذکر ہی نہیں ساجد سجدہ و صلوٰۃ
تیرے بغیر ہیچ ہے بزمِ جہانِ عنصری

آئے علیؑ تو مُطمئن ایمان ہوگیا
پیغمبریؐ حیات کا سامان ہوگیا
پایا خدا کے گھر سے جو سرمایۂ حیات
پُورا دلِ رسولؐ کا ارمان ہوگیا

شاید اِسی لئے ہیں زبانِ خدا علیؑ
جو کہہ دیا زباں سے وہ قرآن ہوگیا

کردارِ حیدری کا تصرف نہ پوچھئے
انسان جس کے صدقے میں اِنسان ہوگیا

واعظ! بتا ہے اِس میں نُصیری کا کیا قصور
دیکھی خدا کی شان تو حیران ہوگیا

یک رنگ دوستوں نے لیا جب علیؑ کا نام
شیرازۂ نفاق پریشان ہوگیا

کھولی زباں جو ناقدِ گستاخ نے کبھی
دو چار لفظ کہہ کے پشیمان ہوگیا

ایسا بھی ایک منکرِ حق ہے نگاہ میں
نخ زباں سے کہہ کے جو انجان ہوگیا

وہ عارفِ رسولؐ ہے وہ عارفِ خدا
جس کو علیؑ کی ذات کا عرفان ہوگیا

یہ بھی ہے ایک سیرتِ حیدرؑ کا معجزہ
عمار ہوگیا کوئی سلمان ہوگیا

مولا کا نام ہم نے لیا جب اذان میں
ساجد نمازِ عشق کا اعلان ہوگیا

توحید نے کعبے میں نئی شمع جلادی
تصویرِ امامت کی رسالت کو دکھادی

آیا ہے جواب آپ کا اللہ کے گھر میں
جبریلِ امیں نے یہ محمدؐ کو صدا دی

اللہ تجھے ہر نظرِ بد سے بچائے
پیغمبرِ کونین نے پڑھ کر یہ دعا دی

آئینہ پیمبرؐ کا ہے یہ نقشِ جلالی
نقاش نے تصویر سے تصویر مِلادی

حیدرؑ نے قدم رکھتے ہی کعبے کی فضا میں
ظلم و ستم و جور کی بنیاد ہلادی

کعبہ کی طہارت کا قرینہ نظر آیا
اصنام کی توقیر نگاہوں سے گرادی

کہنا تھا جو کچھ کہہ گئیں خاموش نگاہیں
سب جلوہ گہِ قُدس کی رُوداد سُنادی
یہ چاہیں تو انسان کی تقدیر پلٹ دیں
قدرت کا ارادہ ہے یہ توفیق ارادی
ہر قوم کو جو نکا دیا معیارِ عمل سے
اِنسان کی سوئی ہوئی تقدیر جگادی
قدرت کی نظر میں جو درِ علمِ نبیؐ ہے
ساجدؔ نے جبیں اپنی اُسی در پہ جھکادی

چمکا علیؑ کا نُور تو جلوے سنور گئے
اِس روشنی میں ڈُوب کے منظر نکھر گئے
جب آگیا علیؑ کے فضائل کا تذکرہ
اکثر مقصرین کے چہرے اُتر گئے
جو مر گئے علیؑ کی محبت میں جی اُٹھے
جو دشمنِ علیؑ تھے وہ بے موت مر گئے

عزّت کا راستہ نہ ملا پھر اُنھیں کہیں
پلٹے ذلیل ہو کے منافق جدھر گئے
مشکل میں انبیاءؑ کی مددگار تھے علیؑ
ان کی نظر سے کتنے زمانے گزر گئے
تہذیب کی رگوں میں لہُو دوڑنے لگا
سوئے ہوئے شعور کو بیدار کر گئے
میدان میں علیؑ کے مقابل جو آئے تھے
یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ سرکش کدھر گئے (٦)
خیبر میں جز علیؑ کے کوئی مطمئن نہ تھا
دعوے بڑے بڑے تھے جنہیں وہ بھی ڈر گئے (٧)
احساسِ مشکلات ہی باقی نہیں رہا
آیا جو لب پہ نامِ علیؑ دل ٹھہر گئے
ذرّے ہوئے علیؑ کے قدم سے جو فیضیاب
معلوم ہو رہا ہے کہ موتی بکھر گئے
سجدے کیا جو میں نے درِ بُوترابؑ پر
ساجدؔ کچھ اور نقشِ محبت اُبھر گئے

(۱) آپ کے دَر سے وابستہ جو ہوگیا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ
اُس نے ٹھوکر سے مُردوں کو زندہ کیا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(۲) آپ نفسِ رسولؐ آپ نفسِ خدا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ
آپ خود قبلہ و قبلۂ حق نما یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

آپ صلِّ علیٰ نُورِ وجہِ خدا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ
آپ کے نُور سے دو جہاں پُرضیا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(۳) غازۂ خاکِ پا جس نے مُنہ پر مَلا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ
دین و دُنیا میں وہ سُرخ رُو ہوگیا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(۴) فیضِ نسبت کا ادنیٰ اثر دیکھئے مَیں کہاں سے چلا آگیا ہوں کہاں
اب مجھے اپنا عرفان ہونے لگا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

اب کھُلا مجھ پہ تقویمِ احسن کا راز بزمِ عالین میں اب ہُوا سرفراز
سامنے ہے حقائق کا اِک آئینہ یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(۵) سارا عالم سمجھتا ہے اِس بات کو مَیں ہوں کیا میری مشکل کیا حیثیت
انبیاؑ کے بھی ہیں آپ مشکل کُشا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

٦ (۵) آپ کو سب پہ حاصل ہے بالاتری وہ فرشتے ہوں یا انبیاؑ یا ولی
آپ کی شان میں اُترا ہے اِنّما یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

دَور کا اپنے وہ پہلواں کیوں نہ ہو وقت کا اپنے وہ سُورما کیوں نہ ہو
کیا کرے گا کوئی آپ کا سامنا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(٦) نجم و شمس و قمر یا زمین و فلک حُور و غلمان و انسان و جن و ملک
آپ کا نُور سب کا وسیلہ بنا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(۷) وہ زمانے کا اپنے خلیفہ سہی جب ہلاکت کی منزل قریب آگئی
آپ کی ڈیوڑھی پر اُس کو جھکنا پڑا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(۸) فتحِ خیبر میں جس دَم رکاوٹ پڑی حکمِ حق لائے جبریل پیشِ نبیؐ
تم مدینے کا رُخ کرکے دو یہ صدا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

معرفت آپ کی کوئی آساں نہیں اہلِ دُنیا نے کیں جب بہت کوششیں
ایک پردہ ہٹا، دوسرا پڑ گیا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(۹) جب نصیری پہ گزرا یہ خود واقعہ قتل فرما کے پھر اُس کو زندہ کیا
ذاتِ اقدس پہ دھوکہ خدا کا ہُوا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(۱۱) آپ کے مرتبے کی بھی کیا بات ہے آپ سے نامِ حق کی شروعات ہے
آپ کی ذات ہے نقطۂ زیرِ با یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

(۱۲) آپ ہی میرے آغاز و انجام ہیں آپ سے دین و دُنیا کے سب کام ہیں
آپ سے ہٹ کے کچھ بھی نہیں مُدعا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

حَل ہوئے آپ سے عقدہ ہائے حیاتؑ دَفع کیں آپ نے مَوت کی مشکلات
ہے لقب مالکِ شُشجہات آپ کا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

حاجتیں وقت سے پہلے پوری ہوئیں مُشکلیں نام لیتے ہی سب مِٹ گئیں
میرے مُشکل کُشا میرے حاجت رَوا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

اللہ اللہ آپ ایسے شیریں زباںؑ پردۂ قُدس کے اس طرف بیٹھ کر
آپ سے باتیں کرتے رہے مصطفےٰؐ یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

تھا خلیلِؑ خدا کا یہی تو سوالؑ تُو خدا ہے تو مغرب سے سورج نکال
آپ نے ایک دِن یہ بھی دکھلا دیا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

معتبر اس کی باتیں ہیں پیشِ رسولؐ بندگی اُس کی نزدِ مشیّت قبول
آپ کے عشق میں جو ہُوا مُبتلا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

آپ عینِ خدا ہیں یداللہ ہیں دستگیرِ جہاں آپ یا شاہ ہیںؑ
گِر رہا ہوں مجھے دیجئے آسرا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

شمعِ منزل ہے ہر ایک گام آپ کاؑ مرتے مرتے نہ بھولوں گا نام آپ کا
اب مری زندگی کا ہے یہ فیصلہ یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

مَیں نے آبِ مَودّت سے کر کے وضوؑ سجدۂ عشقِ مولائےؑ قنبر کیا
حق نے سجدہ وہ مقبول فرما لیا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

جب بھی ساجد نے سجدہ خدا کا کیا سنگِ درآپ کا سامنے آگیا
کیسے اب آپ کو کہیئے حق سے جُدا یا علیؑ مرتضیٰ یا علیؑ مرتضیٰ

آب و گِل کی منزل میں انقلاب آیا ہے
اے زمیں مبارک ہو بُوترابؑ آیا ہے
گُلشنِ نبوّت پر کیا شباب آیا ہے
انبیائے برحق کا اب جواب آیا ہے
وقت آگیا شاید اب نبیؐ کی بعثت کا
کِس کو لے کے کعبے سے کامیاب آیا ہے
یہ نظامِ شمسی بھی ہے علیؑ کے قبضے میں
پھر پلٹ کے مغرب سے آفتاب آیا ہے
دیدنی تھی کعبے سے اُس کی آمد آمد بھی
خود وقارِ اسلامی ہمرکاب آیا ہے
آج تیری قسمت بھی جاگ اُٹھی شبِ ہجرت
دیکھ کِس کی آنکھوں میں آج خواب آیا ہے

اب اُسے کھٹکتا ہے جذبۂ صنم سازی
اب مزاجِ انساں کو کچھ حجاب آیا ہے

عہدِ مرتضیٰ آیا، دورِ یوسفیؑ پلٹا
مصرِ دیں چمک اُٹھا پھر شباب آیا ہے

ناشناسِ حق میکش راستے سے ہٹ جائیں
آج خُم کے میداں میں انقلاب آیا ہے

آج میرے ساقی نے جامِ مے دیا مجھ کو
آج میرے حصے میں کیا ثواب آیا ہے

باخبر رہیں اس سے میکشانِ ایمانی
آج پی کے واعظ بھی کچھ شراب آیا ہے

ساجد اِس فضا میں اب ہوں گے حشر تک سجدے
سرزمینِ مکہ پر بوترابؑ آیا ہے

○

وفورِ شوق میں کعبے کی انگڑائی مبارک ہو
خدا کے گھر میں حیدرؑ کی پذیرائی مبارک ہو

رجب کی تیرھویں کے چاند پر قرباں کلیمؑ اللہ
تجلّی طُور کی پھر سے نظر آئی مبارک ہو

پیمبرؐ گود پھیلائے چلے آتے ہیں کعبے کو
کمالِ حُسن تجھ کو ناز فرمائی مبارک ہو

رسالت سے ملائی ہے نظر اپنی امامت نے
حرم میں نُور کے دھاروں کی یکجائی مبارک ہو

نبیؐ کی گود میں بنتِ اسدؑ کا چاند روشن ہے
یہ منظر تجھ کو اے چشمِ تماشائی مبارک ہو

ادب سے دست بستہ ہو کے یہ جبریلؑ کہتے ہیں
پیمبرؐ کو علیؑ جیسا جَری بھائی مبارک ہو

کلیجے سے لگا کر اپنے حیدرؑ کو نبیؐ بولے
تمنّا آج اے دل تیری بر آئی مبارک ہو

زباں اپنی چُوسائی بھائی نے آج اپنے بھائی کو
نظر ملتے ہی یہ تعلیم فرمائی مبارک ہو

امامت کے دہن میں ہے رسالت کی زباں گویا
لبِ اعجازِ عیسیٰؑ کو مسیحائی مبارک ہو

کھنچے دو نقش دونوں بے بدل تقویم قدرت کے
نگاہِ ناز کو جلوؤں کی یکجائی مبارک ہو

مِرے ساقی عطا ہو جام اِک حیدرؑ کے صدقے میں
مجھے ساغر رسولؐ اللہ کو بھائی مبارک ہو

مقدر سے مِلا موقع یہ ساقی سے تقاضے کا
دلِ بیتاب تجھ کو ناشکیبائی مبارک ہو

دیارِ ہند میں حُسنِ تصوّر سے تجھے ساجد
علیؑ کے آستانے پر جبیں سائی مبارک ہو

یہ منقبت مجتبیٰ عباس نقوی مالک ہوٹل اسکائی لائن کی خواہش پر لکھی گئی :-

نہیں ہے اب کوئی پروا مجھے زمانے کی
غلامی مِل گئی حیدرؑ کے آستانے کی

جبیں پہ مُہرِ غلامی ہے اس گھرانے کی
بڑی حسین ہے سُرخی مِرے فسانے کی

خبر مِلی ہے جو مشکل کُشاؑ کے آنے کی
لرزتی پھرتی ہیں اب گردشیں زمانے کی

مثالِ غنچہ کِھلے ہیں لبِ جدارِ حرم
خوشی ہے کشتِ تمنّا کے لہلہانے کی

ذرا سی دیر کو آجائیے خلیلؑ خدا
بہار دیکھئے کعبے کے مُسکرانے کی

اُتر کے طاقِ حرم سے گرے ہیں سجدے میں
بُتوں میں تاب کہاں تھی نظر ملانے کی

رسولؐ کعبے کو آتے ہیں گود پھیلائے
گھڑی جو آئی مُرادِ دِلی بر آنے کی

درِ علیؑ پہ مقدّر سے جو پہنچ جائے
ضرورت اُس کو نہیں پھر کہیں بھی جانے کی

علیؑ ہیں عقدہ کُشائے جہان و اہلِ جہاں
علیؑ سے حاجتیں وابستہ ہیں زمانے کی

خیال دِل میں جو آیا وہ ہو گیا پُورا
نہیں علیؑ کو ضرورت زباں ہلانے کی

اُبھر کے مُہرِ نبوّت نہ پاؤں کیوں چُومے
نرالی شان ہے کعبے میں بُت گرانے کی

نگاہ بڑھ کے ہلائے علیؑ کے بندے سے
مجال اتنی کہاں ہے بھلا زمانے کی

یہ قُربِ جلوہ نے کیا کر دیا خدا جانے
کہ تاب ہی نہ رہی حالِ دل سُنانے کی

پکڑ لے ہاتھوں سے دامن جُھکا دے پاؤں پہ سر
یہی گھڑی ہے مقدّر کے آزمانے کی

درِ علیؑ سے نہ اُٹھوں گا جیتے جی ساجد
نصیب ہو گی سعادت جو سر جُھکانے کی

1 دُنیا مرے خلاف اگر ہے تو کیا ہُوا
بندہ ہُوں جس کا وہ تو ہے میرا بنا ہوا

2 عشقِ علیؑ میں دِل جو مرا مبتلا ہُوا
سچ پوچھیئے تو آج یہ کچھ کام کا ہُوا

3 اب میں بھی ہُوں طلسم کُشائے غمِ حیات
ہے لوحِ دل پہ نامِ علیؑ کا لکھا ہوا

اللہ رے اشتیاق کہ کعبے میں دیر سے
حیدرؑ کے انتظار میں ہے دَر کھُلا ہُوا

4 اعجازِ بُت شکن کی ولادت کا دیکھیئے
کعبہ ہے آج قبلۂ عالَم بنا ہُوا

بے ساختہ زبان سے نکلا ہے یا علیؑ
پایا ہے رنج و غم میں جو خود کو گِھرا ہُوا

نادِ علی کے وِرد نے مجھ کو بچا لیا
جس وقت مشکلوں سے مرا سامنا ہُوا

چھٹنے لگا ہجومِ اَلم ان کی یاد سے!
مشکل کُشاؑ کا ذکر بھی مُشکل کُشا ہُوا

جس نے بھی ایک بار کہا دل سے یا علیؑ
آسان اس کے واسطے ہر مرحلہ ہُوا

5 اِن سے نبیؐ تک اُن سے خدا تک پہنچ گئے
ذکرِ علیؑ جو سلسلہ در سلسلہ ہُوا

حیدرؑ کی اِک نگاہ نے عُنواں بدل دیا
مُدّت سے دردِ دل تھا تماشا بنا ہُوا

کعبہ یہ مُسکرا کے صدا دے رہا ہے آج
خوش ہو نصیب یوں کہ ظہورِ خدا ہُوا

مشرق سے روز گوشۂ مغرب تک آفتاب
پھرتا ہے نقشِ پائے علیؑ ڈھونڈتا ہوا

دعوائے لوکشِف کو نہ دُنیا سمجھ سکی
عقلِ بشر پہ اب بھی ہے پردہ پڑا ہُوا

منبر پہ ہے صدائے سلونی کی لَے بلند
نظروں سے ہے حجابِ مشیّت اُٹھا ہُوا

مولاؑ کے تذکرے سے کیا جس نے اختلاف
دونوں جہاں میں قابلِ لعن و سزا ہُوا

محفوظ ہو گیا وہ جہنم کی آگ سے
شمعِ رُخِ علیؑ پہ جو دِل سے فدا ہُوا

ساجد وہی تو سجدہ عبادت کی جان ہے
حیدرؑ کے آستاں پہ جو دِل سے ادا ہُوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجلّیِ غدیرؑ

خود اُلوہیت نے روشن کی ہے اپنے نُور سے
کیا بُجھائے گا کوئی شمعِ شبستانِ غدیر

★

۴

غدیرِ خُم میں نیا اِنقلاب آیا ہے
اِک آفتاب پسِ آفتاب آیا ہے
بلند کرکے عَلی کو نبیؐ یہ کہتے ہیں
یہ میرا مِثل یہ میرا جواب آیا ہے

★

۵

انسان کی ترکیب میں کیا بُوالعجبی ہے
رُخ آئینہ ہے دِل کی صفائی میں کمی ہے
کردار کی تعمیر تھی تخلیق کا مقصد
تعمیر میں تخریب مُنافق سے ہوئی ہے
ہر قوم میں ہر مُلک میں ہوتے ہیں منافق
پھُولوں کی قبا کیا کہیں کانٹوں سے بَری ہے
دعوائے رفاقت بھی غرض سے نہیں خالی
جب کام نِکل جائے تو گردن پہ چھُری ہے
معیارِ شرافت نہیں ایسوں کی نظر میں
آئینِ حیات ان کا نہ دستور کوئی ہے
اِس بزم میں بیٹھے کبھی اُس بزم میں پہونچے
ہر دِن ہے نیا اِن کے لئے رات نئی ہے
میخانے میں ہیں رِند تو مسجد میں موذن
ہر خواہشِ دل حرص کے پھندوں میں پھنسی ہے
یہ شاعرِ فطرت ہیں یہ مِلّت کے مقرّر
رکن مشکلوں میں زندگیِ دینِ نبیؐ ہے

مدحت کا سلیقہ نہ خطابت کا طریقہ
لے دے کے فقط ان کے لیئے لاف زنی ہے
جاہل کو سمجھتے ھیں گروہِ علمائے
اس دور میں کیا علم کی توہین ہوئی ہے
ہر کاذب و نااھل کو یہ کذب کے خوگر
کہتے ہیں کہ صادق یہی صدّیق یہی ہے
قد ثانیِ ابلیس سے کچھ کم نہیں ان کا
صورت بھی وہی عالمِ سیرت بھی وہی ہے
توحید کے منکر ہیں نبوّتؐ کے مخالف
توہینِ خدا ہے کبھی توہینِ نبیؐ ہے
قبلے کی طرف بھول کے جھکتے نہیں سرکش
اور اس پہ بھی دعوائے طریقِ علویؑ ہے
مجلس کے تبرّک سے کراہت سی ہے ان کو
یہ فطرتِ مکروہ کی اُفتاد نئی ہے
جس گھر سے بنے ہیں یہ اُسی گھر کے مخالف
یہ شانِ شرافت ہے یہ عالی نسبی ہے

اللہ رے اِن نفس کے بندوں کی شرارت
کاٹیں گے اُسی شاخ کو جو شاخ ہری ہے
سوچا مگر اب تک یہ سمجھ میں نہیں آیا
ایماں کا خسارہ ہے کہ عرفاں کی کمی ہے
تیرہ سو برس پہلے کی عادت نہیں جاتی
شاید یہ اُسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے
رندانِ حق آگاہ کو معلوم ہے یہ راز
میخانے میں موجود منافق بھی کوئی ہے
جس طرح تھے کچھ دوست نما دشمنِ اسلام
یارانِ طریقت کا بھی انداز وہی ہے
بخ کی صدا ان کی زباں پر بھی ہے گویا
دل وقفِ حسد سینے میں اک آگ بھری ہے
اے قوم کے سردار یہ ہے قوم کی حالت
ملّت کی یہ تعمیر ہے یا بیخ کنی ہے
تنقیص کی تنقید کی عادت نہیں مجھ کو
جو مَیں نے کہا وہ مرا احساسِ دلی ہے

۱ ہے کام مرا مدحتِ سلطانِ ولایت
دُنیا بھی یہی ہے مری عُقبیٰ بھی یہی ہے

۲ اِک مطلعِ نَو سے اُفقِ فکر ہے روشن
ساجدؔ یہی بیداریِ قسمت کی گھڑی ہے

۳ اِسلام اور ایمان کی ترتیب یہی ہے
آغاز محمدؐ ہے تو انجام علیؑ ہے
آئینۂ اوصافِ رسُولِ عَربی ہے
جو شانِ محمدؐ ہے وہی شانِ علیؑ ہے

۴ اے دشتِ غدیر آج کا منظر ہے یہ کیسا
ہے رحل پہ قرآن کہ منبر پہ نبیؐ ہے

۵ اِک عالمِ انوار ہے میدانِ غدیری
عارف کے لئے جلوہ گہِ طُور یہی ہے
دل ڈھونڈ رہا ہے تمہیں اے حضرتِ موسیٰؑ
عالَم ہے کچھ ایسا کہ نظر کانپ رہی ہے

۶ ہر عہد میں لازم ہے اب اقرارِ امامت
مَن کُنت کی آواز بہت دُور گئی ہے

۷ کہتے ہیں یہی آیۂ بلّغ کے اشارے
ہر دَورِ رسالت کا خلاصہ یہ گھڑی ہے

۸ ہے اَوجِ رسالت سے بلند آج امامت
اب حیدرِ کرار کی معراج ہوئی ہے

۹ کامل ہُوا دینِ نبویؐ حکمِ خُدا سے
تکمیلِ رسالت کی سند آج ملی ہے

۱۰ جبریلِ امینؑ لائے ہیں اِک نوُر کی آیت
پیغامِ خُدا سُن کے فضا جھُوم رہی ہے

۱۱ اب بھی ہو خداداد خلافت کا جو مُنکر
قرآن کے الفاظ میں شیطان وہی ہے

۱۲ قرآن بھی کہتا ہے یداللہ علیؑ کو
کیا منزلتِ قوتِ بازوئے نبیؐ ہے

۱۳ ہر حُسنِ عمل ان کے عمل کا ہے نتیجہ
اسلام کی تاریخ پہ احسانِ علیؑ ہے

۱۵ مجبُور ہوں کچھ اِس کے سوا کہہ نہیں سکتا
خالق کا ولی ہے وہ پیمبرؐ کا وصی ہے

۱۶ نقطے میں سمٹ آیا ہے قرآن کا دفتر
آیت یہی، سورہ یہی، قرآن یہی ہے
عیبوں سے مبرّا ہے اگر ذاتِ الٰہی
یہ بندۂ معبود بھی عیبوں سے بری ہے

۱۷ سر تا بہ قدم مظہرِ اسرارِ خدا کو
سمجھوں نہ اگر عینِ خدا بے ادبی ہے
جھولے میں بھی کرتا ہو جو تصدیقِ رسالت
اے اہلِ نظر مقصدِ اسلام وہی ہے
بندے میں نظر آتی ہے اللہ کی قدرت
خیبر شکنی ہے تو کہیں بت شکنی ہے
ملّت کی حفاظت کے لئے تیغ اُٹھائی
اک امن کا پیغام جہادِ علویؑ ہے
کام ایک پیام ایک ہے عزم ایک عمل ایک
گر مثلِ پیمبرؐ نہ کہوں کم نظری ہے

۱۸ اے نورِ خدا مدح تری ہو نہیں سکتی
چہرہ ترا آئینہ آیاتِ جلی ہے

۱۹ ہو جائے نہ کیوں تیری ثنا حمدِ الٰہی
خود خالقِ کونین کا بھی نام علی ہے
ہر جنبشِ لب تیری مشیّت کا ارادہ!
ہر کام ترا حاصلِ پیغامبری ہے

۲۰ دل تیری محبت سے بنا خانۂ کعبہ
سچ پوچھو تو ایماں کی یہی بارہ دری ہے
کافی ہے نبوّت کے لئے تیری گواہی
بندہ ہے مگر مثلِ خدا شان بڑی ہے

۲۱ معراج میں پردہ تھا جہاں سب سے وہاں بھی
محبوبِ خدا نے تری آواز سُنی ہے

۲۲ اب وہ بھی یہ کہتے ہیں نصیری جو نہیں ہیں
وحدت کی فضاؤں میں تری جلوہ گری ہے

ساجد کا ہے دل سجدہ گزارانِ علیؑ میں
عرفانِ محبت کی یہ دُنیا ہی نئی ہے!

1 اسلام کی حیات ریاضت علیؑ کی ہے
پیغمبری نظام میں شرکت علیؑ کی ہے
تبلیغ مصطفٰے کو ضرورت علیؑ کی ہے
تائیدِ ایزدی ہے کہ نصرت علیؑ کی ہے

2 مالک ہیں کارخانۂ پروردگار کے
اللہ کا ہے ملک حکومت علیؑ کی ہے

3 خیبر کے در کو توڑ لیا پھول کی طرح
قدرت کا صرف ہے کہ یہ طاقت علیؑ کی ہے

4 تصدیقِ داوری ہے بعنوانِ لافتا
معراجِ ارتقا پہ شجاعت علیؑ کی ہے

5 ظاہر ہوا یہ رازِ سرِ منزلِ غدیر
اللہ کی طرف سے امامت علیؑ کی ہے

6 لائے امینِ وحی یہ پیغامِ کردگار
مقصودِ کائنات ولایت علیؑ کی ہے

7 پہنچا دو وہ پیام ہو مامور جس پہ تم
اب حق کو اے رسولؐ ضرورت علیؑ کی ہے

8 ٹھہرا دیا رسولؐ کو تبلیغ کے حکم نے
یہ شان یہ شرف یہ جلالت علیؑ کی ہے

9 مجمع پہ اک نگاہ محمدؐ نے ڈال کر
سمجھا دیا کہ آج ضرورت علیؑ کی ہے

10 حاجی سمٹ کے آ گئے دشتِ غدیر میں
حکمِ نبیؐ کے ساتھ اطاعت علیؑ کی ہے
ناگاہ مصطفٰے سرِ منبر ہوئے بلند
فطرت نے دی صدا کہ یہ رفعت علیؑ کی ہے

11 چہروں کا رنگ اڑ گیا سنتے ہی یہ کلام
کس درجہ دل پہ بار خلافت علیؑ کی ہے

12 بخ بخ دبی زبان سے کہنے کو کہہ دیا
لیکن کسی پہ شاق ولایت علیؑ کی ہے

کب ان کی سازشوں سے بدلتا ہے حکمِ حق
ہر دورِ زندگی میں حکومت علیؑ کی ہے

12 قدرت کہوں کہ حاصلِ قدرت کہوں اِسے
کون و مکاں میں ایک ہی طاقت علیؑ کی ہے

13 ان کو بقدرِ ختمِ رسالت بلا عروج
اب ماننا پڑا کہ شریعت علیؑ کی ہے

14 قائم نظامِ شرع ہے اِن کے وجود سے
توحید ہے علیؑ کی نبوّت علیؑ کی ہے

15 معراج ہے صلوٰۃ کی ساجد انھیں کا ذکر
سجدہ بھی ایک منزلِ قربت علیؑ کی ہے

بڑھ گئی اعلانِ حق سے عظمت و شانِ غدیر
تاجِ امامت کا مبارک تجھ کو سلطانِ غدیر
وہ تجلّی ہے یہاں جو وادیِ ایمن میں تھی
جلوہ گاہِ نازِ قدرت ہے بیابانِ غدیر
اِس زمیں پر جلوہ گر ہیں نقشِ پائے بوترابؑ
عرش کی رفعت سے بالاتر ہے میدانِ غدیر

گونج اُٹھی آوازِ اتممتُ علیکم نعمتی
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہو شانِ اعلانِ غدیر
سچ تو یہ ہے آیۂ بلّغ نے ثابت کر دیا
روزِ بعثت تھا نبیؐ کا ایک عنوانِ غدیر
منکشف مَن کنت مولا سے ہوئے رازِ نہاں
احمدِ مرسل کا خطبہ تھا کہ قرآنِ غدیر
جب علیؑ کی ذات ہے مشکلکشائے کائنات
ہے وجوبی منزلوں تک حدِّ امکانِ غدیر
وجہِ تکمیلِ نبوّت ہے امامت کی حیات
تا ابد دینِ محمّدؐ پر ہے احسانِ غدیر
خانۂ حق کو سمجھتا ہوں علیؑ کی جلوہ گاہ
مجھ کو حاصل ہو گیا ہے جب سے عرفانِ غدیر
دوستوں کے حق میں اِک دُنیائے لامحدود ہے
دشمنوں کے واسطے ہے تنگ دامانِ غدیر
آج دیکھے ہیں فضائے نور میں دو آفتاب
کب سے دِل میں کروٹیں لیتے تھے ارمانِ غدیر

دھوپ میں ہیں پھول لیکن کس قدر شاداب ہیں
کیا بہارِ جاں فزا آئی ہے شایانِ غدیر
فرشِ ریگِ گرم پر حجاج سارے جمع ہیں
کسقدر ہے پُر تکلّف ساز و سامانِ غدیر
کس لئے اہلِ سقیفہ آج ہو انجان سے
تم نے کس دل سے بھلایا عہد و پیمانِ غدیر
اِن کے ذہنوں میں کوئی تجویز ہے کل کیلئے
سر جھکائے آج بیٹھے ہیں پشیمانِ غدیر
خود اُلوہیت نے روشن کی ہے اپنے نور سے
کیا بجھائے گا کوئی شمعِ شبستانِ غدیر
مقصدِ خیرِ عمل ساجدؔ سمجھ میں آگیا
میرے ذوقِ بندگی پر بھی ہے احسانِ غدیر!

○

مشکلوں سے یوں مجھے پیچھا چھڑانا ہی پڑا
نامِ حیدر کا زباں پر اپنی لانا ہی پڑا

حوصلہ اہلِ نظر کا آزمانا ہی پڑا
جلوۂ مستورِ سینا پھر دکھانا ہی پڑا
داغِ عشقِ مرتضیٰ دل میں چھپانا ہی پڑا
پھول کے دامن کو کانٹوں سے بچانا ہی پڑا
معرفت آساں نہیں ان کی مجھے اِس راہ میں
اپنے سائے سے بھی دامن کو بچانا ہی پڑا
شرکتِ کارِ خدائی دیکھو خود معبود کو
بہرِ حیدر کعبے میں اِک در بنانا ہی پڑا
آنے والا آگیا گھر میں خدا کے یا نبیؐ
گھر بنا تو گھر کے مالک کو بسانا ہی پڑا
جلوۂ نقشِ کفِ پائے علیؑ کے سامنے
عرش پر شمس و قمر کو جھلملانا ہی پڑا
سجدۂ حیدر کریں بُت یہ خدا کی شان ہے
کُفر کو ایماں کے آگے سر جھکانا ہی پڑا
حیدرِ صفدر ہیں آغوشِ نبیؐ میں جلوہ گر
آئینے کے رُوبرو آئینہ لانا ہی پڑا

گود میں لے کر نبیؐ بولے کہ اِقرأ یا علیؑ
پھر تصدیقِ نبیؐ قرآں سُنانا ہی پڑا

قُم بِاذنی کہہ رہی ہے اِن کے دامن کی ہوا
اے غمِ دل ہوش میں اب مجھ کو آنا ہی پڑا

سُن کے خود اُس کی زباں سے داستاں مداح کی
اپنے سینے سے نصیری کو لگانا ہی پڑا

یا علیؑ کا نعرۂ مستانہ کرنے کیلئے
ٹھوکریں دانستہ مجھ کو اب تو کھانا ہی پڑا

دید کی حسرت بھی نکلے موت بھی ٹلنے نہ پائے
میری بالیں پر مرے مولاؑ کو آنا ہی پڑا

حوضِ کوثر پہ مری سرمستیوں کو دیکھ کر
ساقیِ کوثر کو آخر مسکرانا ہی پڑا

حکمِ حق سے حیدرِ کرّار کو ہجرت کی شب
اپنے بستر پہ پیمبرؐ کو سُلانا ہی پڑا

باتوں باتوں میں علیؑ کے تذکرے کو چھیڑ کر
دوست اور دشمن کو اپنے آزمانا ہی پڑا

کاٹ تیغِ مرتضیٰؑ کی جانتے تھے جبرئیل
پَر کریں کیا حکمِ حق سے پَر بچھانا ہی پڑا

ایک میں مرحب کا سَر ہے ایک میں خیبر کا در
فتح کو رُخ دونوں ہاتھوں پہ دکھانا ہی پڑا

تھی مئے خُم کسقدر توبہ شکن اغیار کو
بادلِ ناخواستہ پینا پلانا ہی پڑا

عظمتِ حیدرؑ زمانے کو بتانے کیلئے
منبرِ پالاں پہ پیغمبرؐ کو جانا ہی پڑا

آگے بڑھنے والے بھی تھے پیچھے رہنے والے بھی
منزلِ خُم پر سمٹ کر سب کو آنا ہی پڑا

حق کے پیغامِ اہم کو دوپہر کی دھوپ میں
حکمِ حق پاکر پیمبرؐ کو سُنانا ہی پڑا

کیفِ جامِ خُم کا اندازہ اِسی سے کیجئے
شیخ کو بھی نغمۂ بخِ بخ سُنانا ہی پڑا

کوچۂ حیدرؑ میں ساجد قدر ہے اخلاص کی
ہر قدم پر سَر کے بدلے دِل جھکانا ہی پڑا

میدانِ غدیری شاہد ہے اعلانِ حقیقت کرتے ہیں
حیدر کی امامت کو ظاہر سلطانِ رسالتؐ کرتے ہیں

مولا کو اُٹھا کر ہاتھوں پر ارشاد کیا پیغمبرؐ نے
ہوتا ہے خدا خوش اُن سے بہت جو اِن کی اطاعت کرتے ہیں

فرمانِ الٰہی کو سُن کر چہروں کی اُڑی رنگت لیکن
کچھ لوگ بظاہر بڑھ بڑھ کر اظہارِ عقیدت کرتے ہیں

سازش کا نتیجہ ہوتی ہیں اعدا کی سیاسی چالیں بھی
ظاہر میں تو بخ بخ کہتے ہیں باطن میں عداوت کرتے ہیں

اکثر یہ نبیؐ نے فرمایا مجمع میں ہزاروں کے آگے
جو ذکرِ علی کا کرتے ہیں وہ حق کی عبادت کرتے ہیں

اِک ضربِ علیؑ ہے اِس درجہ کونین کی طاعت پر بھاری
اللہ و نبیؐ دونوں مل کر تعریفِ شجاعت کرتے ہیں

تلواروں کے سائے میں ساجد سجدہ ہے حقیقت میں سجدہ
یہ شانِ عبادت ہوتی ہے اِس طرح عبادت کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا جلوہ

علی کو بھی فاقوں میں دی ہے تسلّی!
علی کی بھی مشکل کشا فاطمہؑ ہے

۴

جو اقتدارِ نبیؐ ہے وہ اقتدارِ بتولؑ
امامِ وقت سے کچھ کم نہیں وقارِ بتولؑ
نبوّت اور امامت کا ہیں یہی مرکز
اب اِس سے بڑھ کے بھی کیا ہوگا اعتبارِ بتولؑ

○

○

ہے زبان رطب اللسانِ مدحتِ بنتِ نبیؐ
یہ حقیقی شاعری جزویست از پیغمبریؐ
خلق قدرت نے کیئے لاکھوں نبی لاکھوں وصی
سیّدہؑ از ابتدا تا انتہا ہے ایک ہی
سیّدہؑ زیرِ کساؑ ہیں چھن رہی ہے چاندنی
عرش سے بڑھ کر زمیں پہ ہو رہی ہے روشنی
اِس حقیقت سے نہیں اِنکار مردوں کے لئے
تھا مقاماتِ عمل میں اُسوۂ پیغمبریؐ
اِک نمونہ تھی علیؑ کی زندگی اُن کے لئے
عورتوں کی رہبری کو تھا فقط قولِ نبیؐ
عالمِ نسواں کو بھی وجہِ شکایت اب نہیں
دُور کر دی سیّدہؑ نے آج اُن کی تشنگی
کُفو تھا کوئی نبیؐ زادی کا ازروئے شرف
خانۂ معبُود میں پیدا نہ ہوتے گر علیؑ

بلبلِ سدرہ نے چھیڑے نغمہ ہائے منقبت
گلشنِ فردوس سے ٹھنڈی ہوا آنے لگی
میں نبی ان کو سمجھتا ہوں نہ کہتا ہوں امام
ہے مگر عصمت کو ان دونوں سے اک ربطِ قوی
ہے نبوّت کا جمال ان میں امامت کا جلال
آیتِ تطہیر اُتری وہ طہارت نفس کی
تربیت گاہِ رسالت کا ہے یہ ادنیٰ اثر
پیستی ہیں چکیّاں بیٹی رسُول اللہ کی
گھر کے کاموں میں ہے فضّہ سے مساواتِ عمل
اور محرابِ عبادت میں علیؑ سے ہمسری
منزلِ ایثار میں ہے کوئی زہرؑا کا جواب
خود رہیں فاقے سے اور سائل کی جھولی بھر گئی
ان کے گھر کی روٹیاں وجہِ عطائے ہل اتیٰ
طرّۂ نازِ ملائک ان کے در کی سائلی
شبّرؑ و شبّیرؑ ہیں کس کی ریاضت کے ثمر!
زینبؑ و کلثومؑ میں ہے کس کا نقشِ ثانوی

صُلح، صُلحِ احمدیؐ اور جنگ، جنگِ حیدری
دیکھ لے دُنیا یہ ہے تاثیرِ شیرِ فاطمیؑ
اِک پیامِ امن ہے سارے زمانے کے لئے
اِک جہادی وَلولوں کی ہے حیاتِ سرمدی
ان کی برکت سے اندھیرے اور اُجالے کا ملاپ
ان کے جلوؤں سے تجلّی زار شامِ زندگی
کس کے احسانات ہیں ہر قوم پر ہر مُلک پر
کس کے صدقے میں مچلتی ہے رگوں میں زندگی
کس نے افسُردہ دِلوں کو بخشی گرمیِ حیات
کس نے دی پژمُردہ گلشن کو نویدِ تازگی
ہے امامت آج تک محفوظ کس کی نسل میں
کس کا پوتا ہے رسالت کی دلیلِ آخری
کس کے ہر قول و عمل پر آیتوں کا تھا نزُول
جسم پر سجتی تھیں کس کے خلعتیں قرآن کی
شام ہی سے گو بجھا رہتا تھا اس گھر کا چراغ
فرش سے تا عرش رہتی تھی مگر اِک روشنی

چہرۂ نورانیِ زہراؑ کی طلعت کے طفیل
کھو نہیں سکتی تھی شب کو اُمِ ایمن کی سوئی
بہرِ کسبِ فیض آتے ہیں ملائک عرش سے
آسیا گرداں کوئی گہوارہ جنباں ہے کوئی
فاطمہؑ کے بدلے کرتے ہیں ملک تسبیحِ حق!
تھک کے شاید سو گئی بیٹی رسول اللہ کی
خلق میں مشہور یہ باب الحوائج کیوں نہ ہو
آیا جو محتاج اِس دَر پہ پھرا ہو کر غنی
فاطمہؑ کی نسل میں جو سب سے آخر ہے امام
ابنِ مریمؑ با ہزاراں ناز اُس کے مقتدی
فاطمہؑ ممکن سے ممکن ہی نہیں مدحت تری
تُو صفاتِ ذاتِ واجب کی ہے شرحِ معنوی
بَرزخِ کبریٰ ہے تو مابینِ امکان و وجوب
اور امامت اور نبوّت میں حدِ فاصل تُو ہی
تیری ہستی میں کمالاتِ خدا ہیں جلوہ گر
معتبر تعبیر ہے تُو بھی خدائی شان کی

تیرے کچھ کہنے کی ہو جیسے مشیّت مُنتظر!
جو مجازاً بات کی تُو نے حقیقت بن گئی
اِس طرح احکامِ شرعی پر کیا تُو نے عمل
زندگی تفسیرِ جامع بن گئی قرآن کی!
حضرتِ مریمؑ بھی معصومہ ہے لیکن فرق ہے
مُبتدی وہ مکتبِ عصمت کی اور تُو مُنتہی!
منزلِ تطہیر تُو ہے حاصلِ تطہیر تُو
تابعِ عزمِ الٰہی ہے تری پاکیزگی
مُصطفیٰؐ معراج میں جو دیکھیں وہ بتلائے تُو
اور بے دیکھے ہوئے از رُوئے علم و آگہی
زیرِ چادر خلق کا پیغمبرِ اعظم بھی تھا
نام ہے ترتیب میں تیرا مگر قبل از نبیؐ
کیوں نہ ہو حق نے بنایا دستِ قدرت سے تجھے
احمدؐ و حیدرؑ کو باہم جوڑنے والی کڑی
پُوچھنے والے نے جب پُوچھا وَمَن تَحتَ الکِسَاء
تُو نبیؐ کے واسطے وجہِ تعارف بن گئی

فاطمہؑ ہے ان کا بابا، ان کا شوہر، انکے لال
کتنی کارآمد تعالی اللہ ہے نسبت تری
اللہ اللہ ہے نگاہِ حق میں کیا تیرا شرف
تیری نسبت سے ہے اس فہرست میں ذکرِ علیؑ
شبرؑ و شبیرؑ اگر حیدرؑ کے ہیں قائم مقام
زینبؑ و کلثومؑ نے بھی جانشینی کی تری!
ہے بنُوھا میں اضافی منزلت کی اک دلیل
کم امامت سے نہیں تیرا وقارِ مادری
جزوِ تبلیغی رسالت کا ہے تیری ذاتِ خود
بضعۃٌ منّی کا مطلب ہے حقیقت میں یہی
مل گیا سنگِ درِ زہراؑ جو سجدے کے لئے
اب عبادت میری ساجد کیف آور ہوگئی

۱ اے فاطمہؑ سرمایۂ اسرارِ حقیقت
نازاں ہے تری ذات پہ توحید و رسالتؐ

۲ یہ مرتبہ خالق نے ترے گھر کو دیا ہے
اِک سمت رسالت ہے تو اِک سمت امامت
۳ نازل اسی منزل میں ہوئی آیۂ تطہیرؑ
قرآن سے پوچھے کوئی اس گھر کی طہارت
۴ اِس گھر کے مکیں رازِ الٰہی کے امیں ہیں
کرتے ہیں یہ اسلامِ حقیقی کی اشاعت
۵ ہے کوئی پیمبرؐ تو امامؑ ان میں ہے کوئی
اے بنتِ نبیؐ ہے یہ ترے گھر کی فضیلت
۶ تُو حاصلِ اسلام ہے تُو حاصلِ ایماں
باقی ہیں تری ذات سے احکامِ شریعت
مانا کہ نہ تھی مالِ خدیجہؑ کی کوئی حد
دراصل مگر تُو ہی خدیجہؑ کی ہے دولت
۷ اسلام کی خاطر تھا زر و مالِ خدیجہؑ
ایمان کا حاصل ہے ترا فقر و قناعت
۸ ہر فعلِ نبیؐ تابعِ مرضیِ خدا ہے
تعظیم تری کرتا ہے پابندِ مشیّت

پردے میں ہے انوارِ الٰہی کی تجلّی!
نُورِ عظمت سے ہے ترے نُور کی خلقت
۹ جو اصلِ محمدؐ ہے وہی اصل ہے تیری
کہتے ہیں تجھے اہلِ نظر جزوِ رسالت
تُو ایک بڑے باپ کی بیٹی بخدا ہے
اے فخرِ پدر ہے تجھے حاصل وہی عظمت
۱۰ ہے محسنِ اسلام زمانے میں تری ماں
جو مثلِ علیؑ کر گئی تصدیقِ رسالت
۱۱ شوہر پہ ترے ہوتا ہے اللہ کا دھوکا
اب کون بتائے کہ ہے کیا تیری جلالت
۱۲ ہیں خالقِ ماحولِ شریعت ترے بچّے
اسلام کا ہے نام و نشاں جن کی بدولت
آئینۂ صلحِ نبویؐ ہے ترا شبّرؑ
ہے صبر میں جس کے شہِ مرداں کی شجاعت
نانا کی ریاضت کا ہے حاصل ترا شبّیرؑ!
جو کر گیا اسلام کی بر وقت اعانت

۱۳ تُو گیارہ اماموں کی ہے ماں بنتِ پیمبرؐ
تجھ سے ہی چلا سلسلۂ نسلِ امامت
۱۴ شاعر سے ادا حقِ ثنا ہو نہیں سکتا
یہ زورِ قلم میں ہے نہ یہ نُطق میں طاقت
۱۵ اک مطلعِ نَو پھر بھی ہے لکھنا مجھے ساجدؔ
یہ فرض ہے میرا بہ تقاضائے مودّت
۱۶ اے نُورِ خدا طالعِ بیدار امامت
ہر نقشِ قدم میں ہے ترے جلوۂ عصمت
۱۷ اک درسِ عمل عالمِ نسواں کے لئے ہے
اُسوہ ترا، کردار ترا اور تری سیرت
معلوم یہ ہوتا ہے گھرانے کی ہے اک فرد
فضّہ کی وہ عزّت ہے ترے گھر میں وہ حُرمت
۱۸ دُنیا میں علیؑ تیرے لئے بعدِ خدا ہے
بھُولی نہیں فاقوں میں بھی شوہر کی اطاعت
لیکن کوئی مفہومِ اطاعت یہ نہ سمجھے
کچھ کم ہے علیؑ سے ترا معیارِ فضیلت

تُو رنگِ مجازی میں ہے اِک نقشِ حقیقی
جو شانِ مصور ہے وہ تصویر کی عظمت
ہوتی جو نہ تُو کارِ رسالت تھا اَدھورا ۱۸
دراصل ہے تو باعثِ تکمیلِ نبوّت
اسلام ترے گھر میں پلا اور بڑھا ہے
آغازِ رسالت ہے تو انجامِ رسالت
منزل گہِ تسلیم کی معراج یہی ہے ۱۹
مرضی جو تری ہے وہی منظورِ مشیّت
ساجد کی جبیں عرش کا بوسہ بھی نہ مانگے ۲
در پہ ترے حاصل ہو جو سجدے کی سعادت

جب عام ہو گا دھر میں عرفاں بتولؑ کا
کلمہ پڑھے گی عظمتِ انساں بتولؑ کا
اخلاق کے اُصول پہ ایسا عمل کیا
ہر قوم پر ہے آج بھی احساں بتولؑ کا

ہر صفحہ ہے صحیفۂ مدحت بنا ہُوا
اِک نُقطۂ کمال ہے قرآں بتولؑ کا
عصمت کی ہے بہار امامت کے پھول ہیں
باغِ پیمبری ہے گُلستاں بتولؑ کا
بیت الشرف پہ آکے ستارہ ٹھہر گیا
اہلِ نظر سمجھ گئے اِمکاں بتولؑ کا
رُوح الامیں کو مل گئی معراج فرش پر
کتنی بلندیوں پہ ہے دَرباں بتولؑ کا
فہرستِ اہلِ بیتؑ میں اُس کا بھی نام ہے
ادنیٰ سا اِک غلام تھا سلماں بتولؑ کا
کارِ اھم وہ شبّرؑ و شبّیرؑ نے کیا
اسلام بَن کے رہ گیا ارماں بتولؑ کا
زینبؑ کا خطبہ کر گیا ذہنوں میں انقلاب
یہ بھی ہے ایک کارِ نمایاں بتولؑ کا
ایمانِ کُل بھی اِن کی رِدا پہ ہے سجدہ ریز
اِس روشنی میں دیکھئے ایماں بتولؑ کا

بعدِ رسولؐ چلتی رہیں آندھیاں مگر
اب تک ہے اِک چراغ فروزاں بتولؑ کا
ساجد کا یہ خلوصِ مودّت تو دیکھیے
سجدہ گزار بھی ہے ثنا خواں بتولؑ کا

○

جگر گوشۂ مصطفٰے فاطمہؑ ہے
خدیجہؑ کے دل کی دعا فاطمہؑ ہے
نبوّت کا مقصد امامت کا حاصل
سمجھنا ہے دشوار کیا فاطمہؑ ہے
طہارت مسلّم ہے مریمؑ کی لیکن
وہ ہے ابتدا، انتہا فاطمہؑ ہے
نبیؐ اور علیؑ جیسے خیر البشر ہیں
اسی طرح خیر النسا فاطمہؑ ہے
حقیقت جو پوچھو تو بعدِ رسالت
امامت کا اِک آسرا فاطمہؑ ہے

محمدؐ ہیں گو مدعائے دو عالم
محمدؐ کا بھی مدعا فاطمہؑ ہے
بظاہر نبیؐ تو نہیں ہے یہ لیکن
نبوّت کا اِک ارتقا فاطمہؑ ہے
علیؑ کو بھی فاقوں میں دی ہے تسلّی
علیؑ کی بھی مشکل کُشا فاطمہؑ ہے
اگر پردے میں روئے انور نہ ہوتا
نصیری یہ کہتے خدا فاطمہؑ ہے
خدا کے سوا فاطمہؑ کو جو کہیے
میں کہتا ہوں اُس سے سوا فاطمہؑ ہے
سمجھتا ہوں ساجد میں سجدہ اسی کو
زباں پر مری فاطمہؑ فاطمہؑ ہے

○

فاطمہؑ، صدّیقہ، زہرا رازدارِ بوترابؑ
تجھ سے روشن ہے چراغِ اعتبارِ بوترابؑ

وُسعتِ امکانِ حیدرؑ کیا بتائے گا کوئی
جب کہ ہے مرضی بہ تیری اختیارِ بُوترابؑ

عرش سے بھی ہو کے اُونچی کیوں نہ پھر باتیں کرے
تیری رفعت پر بنائے اقتدارِ بوترابؑ

ہے یہ تاریخی حقیقت روزِ روشن کی طرح
تھی تری شانِ توکّل غمگسارِ بوترابؑ

ھَل اَتیٰ اِس پر گواہِ معتبر قرآں میں ہے
بڑھ گیا ہے تیرے فاقوں سے وقارِ بوترابؑ

اے تعالَی اللہ تیرے دُودھ کی تاثیر سے
تیرے دونوں لاڈلے ہیں شاہکارِ بوترابؑ

خُلد کہتے ہیں جسے دراصل ہے تیری وِلا
تیرے اَبرُو کی شکن ہے ذوالفقارِ بوترابؑ

بعد تیرے راز یہ اہلِ نظر پر کھُل گیا
تیرے دَم سے تھیں فضائیں سازگارِ بوترابؑ

فاطمہ زہرا کے صدقے ہیں کھُلا مجھ پر یہ راز
منزلِ سجدہ ہے ساجد رہ گزارِ بوترابؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھا جلوہ

صُلح کے جوہر دکھائے تُو نے اِس انداز سے
متفق ہے آج دُنیا تیری ہی آواز سے

مِلی جو آلِ احمدؐ کو وہ عظمت جا نہیں سکتی
کبھی غیروں کے گھر حق کی ولایت جا نہیں سکتی
حسنؑ آئے جہاں میں ہِل گئیں باطل کی بنیادیں
نبیؐ کے خانداں سے اب خلافت جا نہیں سکتی

اے دل و جانِ علیؑ پابندِ تسلیم و رضا
مقصدِ پیغمبری نشائے صُلحِ مصطفٰےؐ
ہے کتابِ امن کا دیباچہ تیری داستاں
اب ترے آئینِ فطرت کی ہیں قومیں قدرداں
اے رسالت کے محافظ وارثِ خُلقِ عظیم
تیرا جادہ اہلِ ایماں کو صراطِ مُستقیم
صُلح کے جوہر دکھائے تُو نے اِس انداز سے
متفق ہے آج دُنیا تیری ہی آواز سے
تیرے دسترخوان پر سب ایک ہیں شاہ و گدا
اغنیا کی جو غذا ہے وہ فقیروں کی غذا
تھی یہ تہذیبِ رسالت یہ نبیؐ کا کام تھا
اب سے تیرہ سو برس پہلے کا یہ اسلام تھا
آج کا ایمان ہے اور آج کا اسلام اور
کارنامے اور اُن کے تھے ہمارا کام اور

زندگی کا آن کی مقصد اتفاق و اتحاد
ہے ہمارا شغل گر کوئی تو آپسمیں فساد
اُن کی ہستی ناز کے قابل شریعت کے لئے
آئے تھے دُنیا میں وہ تعمیرِ ملت کے لئے
ننگِ دیں ہم ہیں ہماری آج یہ تہذیب ہے
مُدعائے زندگی تخریب ہی تخریب ہے
فلسفہ بھُولے خودی کا بَن گئے تصویرِ یاس
رُوحِ علمی کھو گئی اور رہ گیا شرعی لباس
ہوگئی رخصت بلندی اور پستی رہ گئی
حق پرستی اُٹھ گئی باطل پرستی رہ گئی
پھر ضرورت ہے تری دُنیا کو اے سبطِ رسولؐ
مشکلاتِ قوم کا حل ہیں فقط تیرے اُصول
امنِ عالم کی ترے پیشِ نظر تھی مصلحت
چھوڑ دی جس کے لئے تُو نے عراقی سلطنت
مُلک گیری کے لئے دیکھی تھی خوں ریزی مگر
صُلح کی ہے تُو نے دنیا کی حکومت چھوڑ کر

صُلح بھی ایسی نہیں تاریخ میں جس کی مثال
دنگ ہیں اِس انقلابی جنگ پر ماضی و حال
اِنفرادی رَزم تھی یہ ایک اپنے رنگ کی
پھر نہ دُہرائی گئی تاریخ تیری جنگ کی
السّلام اے ناشرِ آیاتِ محکم السّلام
السّلام اے قدرت و قوت کے محرم السّلام
السّلام اے پیشوائے نسلِ آدم السّلام
السّلام اے رہبرِ اقوامِ عالَم السّلام
السّلام اے نُورِ چشمِ فخرِ مریمؑ السّلام
السّلام اے مظہرِ انسانِ اعظم السّلام
السّلام اے نقشبندِ دین و مِلّت السّلام
السّلام اے راکبِ دوشِ نبوّت السّلام
السّلام اے صُلح کے پیغامبر جانِ بتولؑ
السّلام اے واقفِ اسرارِ حق سبطِ رسولؐ
صُلح نے تیری یہ دُنیا پر نمایاں کر دیا
ڈُوبتی کشتی کو تُو نے اِک نیا لنگر دیا

تیری منزل ماورائے عالمِ ادراک ہے
تیری ہستی ایک رازِ خلقتِ افلاک ہے
کاش مل جائے کبھی ساجد کو تیرا آستاں
اے امامِ عرش منزل جانِ فخرِ مرسلاں

علم کے رُوپ میں بھی جہل کے کردار ملے
ہائے کیا میری نگاہوں نے تماشے دیکھے
عقل حیران ہے برہم ہے مزاجِ تہذیب
خود نُمائی کے نمونے نظر آئے ایسے
زُہد سے کام ہے جن کو نہ عبادت سے غرض
نام سے عابد و زاہد کے وہ مشہور ہوئے
آپ جن کو نہیں دو گام بھی چلنے کا شعور
رہنمائی کے لئے بڑھ کے وہ رہبر آئے
ہیں جو بگڑے ہوئے تعمیر کے ترمیم کے ڈھنگ
نقشے بنتے ہی چلے جاتے ہیں بربادی کے

آج مفقود زمانے سے جو ہے عقلِ سلیم
امن کے نام پہ ہوتے ہیں ہزاروں جھگڑے
کیا قیامت ہے کہ عادل وہی کہلاتے ہیں
معنیِ عدل و عدالت سے جو ہیں بیگانے
جن کا اِملا ہے درست اور نہ انشا برحق
آج دُنیائے ادب پر ہیں اُنھیں کے قبضے
شعر موزوں جنھیں پڑھنا نہیں آیا اب تک
وہ بھی اب کرنے لگے شعر و سُخن کے دعوے
علم سے جن کو نہیں دُور کی نسبت کوئی
کس قدر جلد وہ مولانا و علامہ بنے
حل ہی اس عقدے کا سمجھ میں نہیں آتا کوئی
کس طرح ملّتِ بیمار کی حالت سنبھلے
مشکلیں قوم کی آسان ہوں آخر کیوں کر
قوم جب سبطِ پیمبرؐ کی تاسی نہ کرے
صُلح جس کی ہے نشانی وہ پیمبرؐ کا خلف
بعدِ حیدرؑ تھا جو مامور ہدایت کے لئے

ایسا اِک مطلعِ پُر نور سُناؤ ساجد
آج صلواۃ کے نعروں سے فضا گُونج اُٹھے

حسنِؑ سبز قبا میرے بڑے شہزادے
امنِ عالم کی فضا صُلح پہ تیری صدقے
سبطِ اکبر دلِ زہراؑ دنبیؐ جانِ علیؑ
یہی کیا کم ہیں دو عالم میں فضائل تیرے
ناز بردار نظر آئے جو محبوبِ خدا
حُلّے جنّت سے خدا نے تری خاطر بھیجے
جس کی تعظیم کو اُٹھتے تھے رسولؐ دوسرا
اُس نے سُنتے ہیں بڑے ناز سے پالا ہے تجھے
ہیچ ہیں اُس کی نگاہوں میں سلاطینِ جہاں
اُس کی تقدیر جسے اپنا تُو خادم سمجھے
اثر انداز ہو جس دل پہ تبسّم تیرا
زیست کیا اُس کے لئے موت بھی آساں کر دے
ناز کرتی ہے نبوّت بھی امامت پہ تری
کی ہے اِس شان سے تبلیغ شریعت تُو نے

اہلِ دُنیا ترے ممنُون نہ ہوتے کیوں کر
امن کا تُو ہی پیمبر ہے زمانے کے لئے
بُجھ گئے شمع صِفت ظلم و سِتم کے تیور
قوتِ صبر کے تُو نے وہ دکھائے جلوے
بَن کے خود معرکۂ کرب و بَلا کی تمہید
سوگیا سب کی نگاہوں سے اُٹھا کر پردے
کربلا میں ترے قاسمؑ نے جو کی نُصرتِ حق
اب حریفوں نے تری صُلح کے تیور سمجھے
تیرے دلبند کے بازُو کا ہے تعویذ گواہ!
وَلولے دل میں بہت نُصرتِ شبیّرؑ کے تھے
منزلِ امن کی اس شان سے رکھی بُنیاد
رہنماؤں نے دیئے نقشِ قدم کو بوسے
آج نازاں ہیں بہت اہلِ سیاست جن پر
تُو نے کھینچے تھے وہ صحرائے عرب میں نقشے
آج تک بھی ہے زمانے میں خلافت رُسوا
مَسندِ ظُلم کو ٹھوکر وہ لگائی تُو نے!

تجھ سے مُنہ موڑ کے پَنپی نہ خلافت اب تک
اہلِ عالَم کی نگاہوں نے یہ دن بھی دیکھے

اِس حقیقت کی ہے تاریخِ زمانہ شاہد
بڑھ گئی صُلح تری صُلحِ حُدیبیہ سے
صُلح نے تیری بھرم رکھ لیا دینِ حق کا
کر دیئے اس پہ بھی دُنیا نے بہتّر ٹکڑے

تیرا اقدام ہے دُنیا میں بقائے توحید
کم نظر جو ہے وہ کیا صُلح کی عظمت سمجھے
کل کسی کی ترے مَسلک پہ توجہ نہ ہوئی
آج کام آئے بنائے تھے جو تُو نے جادے
تُو نے انسان کو جینے کے سکھائے ہیں اصُول
دَورِ تہذیب و تمدّن پہ ہیں احساں تیرے
آج دُنیا کی نگاہوں نے تجھے پہچانا
تیرے اخلاق کے بجتے ہیں جہاں میں ڈنکے

آج مفہوم عبادت کا سمجھ میں آیا!
آج ساجد نے کیئے نقشِ قدم پر سجدے

مُتفق اِس پہ زمانے کے ہیں سارے حکما
صُلح اور امن سے ہے نظمِ حیاتِ دُنیا
فِتنہ و شر نہیں شایانِ صفاتِ اِنساں
یہ تقاضا ہے فقط فطرتِ حیوانی کا
امن اور صُلح پہ موقوف ہے عالَم کی نجات
یہی تہذیب و تمدن کا ہے مقصد بخدا
اِسی جذبے سے بڑھی شانِ اُصولِ اخلاق
خلقتِ نوعِ بشر کا ہُوا منشا پُورا
مشورہ عقل کا یہ ہے کہ جیو، جینے دو
ہر مفکّر نے ہمیشہ یہی پیغام دیا
قوم کی قوم فنا ہو گئی ماضی ہے گواہ
جب غلط راہ رَوی سے کوئی فتنہ اُٹھا
دُشمنِ امنِ جہاں ہو گئے پیدا دو ایک
چار ہی روز میں اُس مُلک کا تختہ اُلٹا

اور تو اور خود اس فتنہ و شر کی زد سے
اہلِ اسلام کی تنظیم کا مرکز نہ بچا
رحمتِ حق تھا جو ہنگامۂ عالم کے لئے
جس نے مُنہ پھیر دیا ظُلم کے طُوفانوں کا
رُوحِ فطرت ہے یہی مذہبِ فطرت جس نے
خلق میں پہلے پہل درسِ مساوات دیا
خوابِ غفلت سے زمانے کو جگانے کیلئے
جس کے پیغام میں اِک جذبۂ بیداری تھا
وہی مجبور کا مظلوم کا حامی اِسلام
آس مایوس کی، دردِ دلِ بسمل کی دَوا
مفلسوں اور غریبوں کا سہارا بن کر
بے نَواؤں کو بھی حق جس نے دیا جینے کا
قوم میں جب نظر آنے لگے آثارِ نفاق
دیکھتے دیکھتے کچھ ایسا زمانہ بدلا
سازشیں ہونے لگیں ظُلم نے کروٹ بدلی
ہر طرف پھُوٹ پڑی نفس پرستی کی وَبا

بات کی بات میں دستورِ عمل بھُول گئے
وہ مسُلمان رہے اور نہ وہ اِسلام رہا
کسقدر جَلد ہوئے دفن وہ آئین و اُصول
ابھی مرسل کا کفن بھی نہ ہُوا تھا مَیلا
ایسے حالات میں دشوار تھی اِصلاح مگر
صَبر نے حیدرِ صفدر کے سنبھالا بخدا
رہ کے چپ بیس برس بعدِ پیمبرؐ خاموش
راہِ بربادیٔ اسلام کو مَسدُود کیا
وقت وہ اور بھی نازک تھا شریعت کیلئے
سَر سے اُمّت کے جب اُٹھا ہے علیؑ کا سَایا
آگیا آندھیوں کی زَد میں چراغِ اسلام
ہوگیا دین کی تنظیم کو دُگنا خطرا
نہ حقائق سے تعلق نہ معَانی سے غرض
درسِ قرآں کو بھی سمجھے ہوئے تھے افسَانا
بدعتیں ہونے لگیں دینِ خدا میں داخل
سَر اُٹھانے لگا ہر روز نیا اِک فتنا

کہیں ڈھونڈے سے بھی مِلتا تھا نہ انساں کوسوں
قحطِ انسانیت اُس دَور میں ایسا دیکھا
قابلِ غور نہ تھا حِلت و حُرمت کا سوال
فتوے زردار کو مِل جاتے تھے حسبِ منشا
ایسے مُفتی کہیں دُنیا میں نہ دیکھے نہ سُنے
اجتہاد اس کو سمجھتے تھے جو ہوتی تھی خطا
قوتِ اخذِ مسائل کے تھے انداز نئے
تھی خطا جس کی روِش مجتہدِ اعظم تھا
مکر کے جال وہ پھیلائے ریاکاروں نے
کوئی معیارِ خلافت ہی جہاں میں نہ رہا
سِلسلہ وضعِ احادیث کا رُکتا کیوں کر
آلۂ کار تھے اشرار کے اکثر علماء
حسبِ موقع ہوئے اقوال نبیؐ سے منسوب
نامِ اسلام پہ اسلام کا یوں خون کیا
جام تسبیح کے دانوں پہ گِنے جاتے تھے
ایک منظر تھا مساجد میں بھی میخانوں کا

اَبتری نظم و نسق میں تو دماغوں میں فتور
تھی حقیقت میں جہنّم کا نمونہ دُنیا
گوشہ گوشہ سے تھا آثارِ بغاوت کا ظہور
رابطہ کُفر سے بڑھتا ہی چلا جاتا تھا
جانشینِ شہِؐ لولاک تھا سبطِ اکبرؑ
ہو چکی تھی شہِ لولاک سے خالی دُنیا
تھا جو اُس دَور میں صُلحِ نبویؐ کا حامی
جس نے بڑھتے ہوئے طُوفان کا رُخ پھیر دیا
جس نے منوا دیئے اِسلام کے آئین واُصول
رکھ لیا جس نے بھرم اُمّتِ پیغمبرؐ کا
جنگ اِس طرح سے کی بے مددِ تیغ و سِناں
شرپسندی کے عناصر کا گلا گھونٹ دیا
آج ہے مجلسِ اقوام میں جس کی تقلید
اُس نے تیرہ سو برس پہلے وہ نقشہ کھینچا
غور سے صُلح کے پڑھتا ہے شرائط جو کوئی
مانتا ہے وہ سیاست کا حسنؑ کی لوہا

حکمِ اللہ و پیمبرؐ پہ کیا جائے عمل
صُلح نامے کی شرائط کا یہی منشا تھا
اُس زمانے میں معطّل تھے الٰہی احکام
کم سے کم کر دیا اِس شرط نے ثابت اِتنا
حافظِ دینِ پیمبرؐ ہوئی یہ صُلحِ عظیم
وزن تھا جس میں جہادِ علویؑ کا بخدا
سبطِ اکبرؑ کی نگاہیں بھی وہیں تک پہنچیں
تھا جو معیارِ نظر صُلحِ حُدیبیہ کا
اِس حقیقت کو سمجھتے ھیں سمجھنے والے
وقت کا فرض تھی صُلحِ حسنؑ سبز قبا
نرغۂ کُفر میں تھے حق کے صداقت کے اُصول
صُلح ہوتی نہ اگر دین کا مِلتا نہ پتا
آگیا یاد زمانے کو پیمبرؐ کا عمل
ہر مُفکر ہُوا قائل حسنیؑ حکمت کا
سطح بیں مصلحتِ صُلحِ حسنؑ کیا جانیں
بحر کا ہوتا ہے ساحل سے کہیں اندازا

۱ ـ اے دل و جانِ نبیؐ وجہِ ثباتِ اسلام
تُو نے وہ کام کیا جو ترے نانا نے کیا
۲ ـ مرحبا اے حسنؑ سبز قبا نُورِ خُدا
شمعِ بزمِ نبویؐ چشم و چراغِ زھراؑ
۳ ـ منزلِ صبر میں ثابت ہُوا تُو فخرِ پدر
یہی مَسلک تھا علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کا
۴ ـ تُو نے دُنیا کو دکھایا کہ پیمبرؐ کیا تھے
تُو ہے آئینۂ اخلاقِ رسولؐ دوسرا
۵ ـ کارنامے وہ نبیؐ کے وہ علیؑ کے شہکار
تُو نے تنہا وہ کیا کام جو دونوں نے کیا
بن گیا آج وہ ہر دَرد بھرے دِل کی پکار
تُو نے اِک درس دیا تھا جو شعورِ غم کا
گُم تھیں الحاد کی تاریک فضا میں نظریں
تُو نے دُنیا کی نگاہوں سے اُٹھایا پردا
آج جمہور کی آواز ہے تیری آواز
آج بجتا ہے ترے نام کا ھر سُو ڈنکا

(۶) بعد تیرہ سو برس کے ہوئی کچھ قدر تری
اب کہیں جا کے ہے دُنیا نے تجھے پہچانا

(۷) معترض تھے جو کبھی صُلح پسندی پہ تری
آج وہ آپ ہیں اپنی ہی نظر میں رُسوا

(۸) آج اقوام جہاں امن کی تائید میں ہیں
آج تسلیم ہے سب کو نظریہ تیرا

(۹) آستانِ حرمِ عارفِ ربّانی پر!
شانِ مسجُود نظر آتی ہے ساجد بخدا

جو بات کہ حق ہو اُسے دِل سے نہ بھُلانا
اِس رمزِ حقیقت کو سمجھتا ہے زمانا
معصوم کو صدقے کے رُطب جس نے کھِلائے
دوزخ کے سوا اور نہیں اس کا ٹھکانا

بِسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحیمؕ

پانچواں جلوہ

حُسینؑ اصل میں توحید کی بنا ہے توُ
ترے عمل سے ہے اثباتِ خالقِ اکبرؔ

ھو

اَوصافِ ولی ابنِ ولی کے مُنکر!
کردارِ سعیدِ اَزلی کے مُنکر!
اِس دَور میں بھی ہیں سیکڑوں شمرؔ و یزیدؔ
اب بھی ہیں حُسینؑ ابنِ علیؑ کے مُنکر!!

حُسینؑ جوہرِ ذاتِ نبیؐ سلامُ علیک
تجلّیِ رُخِ پیغمبری سلامُ علیک
وہ زندگی جو بظاہر بقیدِ وقت رہی
حقیقتِ اَبدی بَن گئی سلامُ علیک
تِرے اُصول سے قائم نظامِ وحدت ہے
دلیلِ معرفتِ داوری سلامُ علیک
مقامِ حق و صداقت میں تیری قربانی
ہے ایک معجزۂ سَرمدی سلامُ علیک
حُسینؑ بنتِ پیمبرؐ کی گود کے پالے
تاثراتِ دلِ مادری سلامُ علیک
قدم قدم پہ دیا وہ ثبوتِ عزّتِ نفس
سمجھ میں آگیا رازِ خودی سلامُ علیک
بہ زیرِ تیغ بھی محویتِ سجود رہی!
نمازِ عشق ادا ہوگئی سلامُ علیک

تجھے عطا ہُوا جوشِ عمل محمّد کا
تری رگوں میں تھا خُونِ علیؑ سلامٌ علیک
شہیدِ راہِ خدا، اعتبارِ عہدِ وفا
حیاتِ حق ہے تری زندگی سلامٌ علیک
جواں پسر کی اُٹھائی ہے لاش پیری میں
بلند کتنی ہے ہمّت تری سلامٌ علیک
سرِ حسینؑ جُھکا جب تو سجدے میں ساجد
دکھا دی منزلتِ بندگی سلامٌ علیک

○

مُصحفِ ناطق نہ کیوں کر آج ہو خندہ جبیں
سیّدہؑ کی گود میں ہے نازِ صورت آفریں
تیری آمد سے زمیں ہے رشکِ چرخِ چارمیں
اے امامِ عرش منزل جانِ قرآنِ مُبیں
سُورۂ واللیل تیرے رُخ پہ صدقے کیوں نہ ہو
دستِ زہراؑ نے سنواری تیری زُلفِ عنبریں

آ گیا مقصودِ ملّت ہو مبارک آپ کو
دُہری تصویرِ پیمبرؐ یا امیرالمومنینؑ
السّلام اے وارثِ دارِ ھَل اتیٰ و انّما
السّلام اے وارثِ غم سبطِ ختم المرسلینؐ
آج اُن کے بھی سکونِ دل کا ساماں ہوگیا
آج سے جھولا جھلائیں گے تجھے رُوح الامینؑ
عرش پر ساکن نہ ہوتے گر تو صورت دیکھ کر
جان کر دیتے تصدّق عیسیٰؑ گردُوں نشیں
پنجتنؑ کی ہوگئی تکمیل تیری ذات سے
آج ہی کامل نظر آنے لگا دینِ مُبیں
تیرے جلوے سے یہ ساری کائناتِ رنگ و بُو
جگمگا اُٹھی زمیں سے لے کے تا عرشِ بریں
جان دے کر تُو نے عرش و فرش پر قبضہ کیا
مرضیِ حق سے ہُوا تُو مالکِ دُنیا و دیں
کاش ایسا بھی کبھی ہو زندگی میں انقلاب!
تیرا سنگِ آستاں ہو اور ساجد کی جبیں!

خلیلِ کرب و بلا مصطفےٰ کے نورِ نظرؑ
ترا وجود دلیلِ حیاتِ پیغمبرؐ

ترا خیال بنائے تصوراتِ بشرؑ
ترا کمال الٰہی کمال کا مصدرؑ

ربوبیت سے ہے اک ارتباطِ خاص تجھے
خدا کی قدرتِ کامل کا تجھ میں ہے جوہر

رسالتوں کی جوانی ہے کمسنی تیری
شباب شرع کو ہے ناز عہدِ طفلی پر

تری نظر میں ہیں جلوے جمالِ قدرت کے
ترے صفات پہ نازاں ہے خالقِ اکبرؑ

ترا وجود ہے دورِ رسولؐ کی تمہیدؑ
تری حیات ہے وجہِ سکونِ پیغمبرؐ

پیمبری کو بھی درکار ہے تری نصرت
ترے ہی نام سے باقی ہے نامِ خیرِ بشرؑ

ترے عمل پہ ہے موقوف نظمِ عرفانی
زبانِ حق تجھے کہتی ہے شاہِ دیں پرور

ترے اشاروں میں پنہاں شجاعتِ علویؑ
تری اداؤں میں اندازِ فاتحِ خیبرؑ

تحیرِ بشریت کی انتہا نہ رہی
جو وقتِ عصر کھلے تیغِ صبر کے جوہر

بدل گئے نظریئے پلٹ گئی دنیا
جو تو نے کھینچ لی تلوار یا علیؑ کہہ کر

کمالِ ختمِ رسالتؐ دکھا دیا تو نے
اٹھا کے عالمِ پیری میں لاشۂ اکبرؑ

ہیں تیرے عزمِ جہادی سے ملتیں زندہ
تری حیات پہ موقوف ہے حیاتِ بشرؑ

کبھی ہوا ہے نہ ہوگا جدا محمدؐ سے
ترے صفات بھی ہیں عینِ ذاتِ پیغمبرؐ

یہ تو نے کر دیا ثابت بروزِ عاشورہ
کہ ایک منزلِ حق میں ہیں اکبرؑ و اصغرؑ

نبوّت اور رسالت کا مُدعا تُو ہے
ثبوت اِس کا ہے بَر وقت کربلا کا سفر
حُسینؑ اصل میں توحید کی بنا ہے تُو 10
ترے عمل سے ہے اِثباتِ خالقِ اکبر
حُسینؑ، فاطمہؑ زہرا کی تُو نشانی ہے 11
ہے تُو ہی جانِ تمنّائے حیدرِ صفدر
حُسینؑ تجھ کو زمانہ بُھلا نہیں سکتا
ہے تیری یاد سے وابستہ طاعتِ داوَر
نبوّتوں کا تحفّظ ہے تیری قربانی
ہے تُو ہی باعثِ تکمیلِ دینِ پیغمبرؐ
ہزار سجدے کیئے ہیں نگاہِ ساجد نے
کہ تیرا دَر ہے مقامِ سجودِ اہلِ نظرؐ

پردہ دل و نظر سے اُٹھایا حُسینؑ نے
انسانیت کا اَوج دکھایا حُسینؑ نے

توحید کا چراغ جلایا حُسینؑ نے
جَلوہ حقیقتوں کا دکھایا حُسینؑ نے
اِنسانیت کے جوہرِ ذاتی نکھار کر
اِنسان کو مَلک سے بڑھایا حُسینؑ نے
مومن کی شرط ہے نہ تو کافر کی شرط ہے
جینے کا طَور سب کو سکھایا حُسینؑ نے
سَر نذر دے کے خنجرِ قاتل کی چھاؤں میں
سجدوں کا اعتبار بڑھایا حُسینؑ نے
آدمؑ ہوں نوحؑ ہوں کہ خلیلؑ و ذبیحؑ ہوں
بگڑا ہر اِک کا کام بنایا حُسینؑ نے
وارث تھے انبیاؑ کے تو کس عزم و شان سے
کُل انبیاؑ کا بار اُٹھایا حُسینؑ نے
تاریخِ ابنِ آدمؑ و عالم گواہ ہے
انسانیت کا نام جگایا حُسینؑ نے
جب آگیا صداقتِ کردار کا سوال
میداں میں بے زباں کو بُلایا حُسینؑ نے

قربانیاں گواہ ثباتِ قدم گواہ
باطل کے آگے سر نہ جھکایا حسینؑ نے
میدانِ کربلا میں ذرا دیکھئے خلیلؑ
تنہا جواں کا لاشہ اُٹھایا حسینؑ نے
نوکِ سناں سے دے کے پیامِ اُلوہیت
کلمہ کی آبرو کو بچایا حسینؑ نے
کوفے میں، کربلا میں، مدینے میں، شام میں
حق کو نشانِ راہ بنایا حسینؑ نے
تکمیلِ بندگی ہے اُٹھائے نہ رکھ کے سر
ساجد کو رازِ سجدہ بتایا حسینؑ نے

(١) جانِ زہرا و علیؑ نازِ مشیت اے حسینؑ
ہے شہادت تیری تکمیلِ رسالتؐ اے حسینؑ
(٢) کس بلندی پر ہے معیارِ امامت اے حسینؑ
کیوں نہ ہو شرمندۂ احساں رسالت اے حسینؑ

(٣) نازبرداری تری منظورِ حق تھی کس قدر
تیرا مرکب بن گیا فخرِ رسالت اے حسینؑ
(٤) تا ابد محفوظ ہے قرآن کے صفحات میں
تیری رفعت، تیری عظمت، تیری قدرت اے حسینؑ
(٥) ہر مفکر ہر مدبر کا یہی ہے فیصلہ
تا ابد دُنیا کو ہے تیری ضرورت اے حسینؑ
تُو نے مظلومی کا وہ پیغام دُنیا کو دیا
ساری دُنیا ہے ترے زیرِ قیادت اے حسینؑ
ہر سیاست نے لیا ہے تیرے اُسوہ سے سبق
ہے تری ممنونِ احساں ہر سیاست اے حسینؑ
(٦) کوئی طاقت بزمِ ہستی کی بجھا سکتی نہیں
تُو نے روشن کی ہے جو شمعِ ہدایت اے حسینؑ
(٧) تیرہ صدیوں کے گزر جانے پہ بھی ہر قوم کو!
آج تک ہے کسقدر تجھ سے عقیدت اے حسینؑ
(٨) فوجیں ٹکراتی ہیں کوفے کے در و دیوار سے
چومتی ہے تیرے قدموں کو شجاعت اے حسینؑ

(9) فکرِ انسانی میں آخر انقلاب ہی آگیا
رنگ لاکر ہی رہی تیری شہادت اے حسینؑ

(10) اب کوئی تخصیصِ مذہب ہے نہ ہے تفریقِ رنگ
آج ہر اک دل پہ ہے تیری حکومت اے حسینؑ

(11) تیرے در پہ سجدہ ریزی کا شرف ساجد کو ہے
تیری ممنونِ کرم ہے یہ عبادت اے حسینؑ

حق نے آواز یہ دی سبطِ پیمبرؐ آیا
گھر میں حیدرؑ کے اب ایک اور بھی حیدرؑ آیا
روشنی کعبۂ عصمت میں نظر آنے لگی
شورِ محراب میں ہے زینتِ منبر آیا
موسئِ فکر و نظر غش نہ کہیں ہو جائیں
گھر میں زہراؑ کے نظر طور کا منظر آیا
نورِ حق، نورِ نبیؐ، نورِ علیؑ، نورِ حسنؑ
اس سے پہلے بھی جو آیا تھا مکرر آیا

کمسنی میں بھی امامت کے تقاضے ہیں گواہ
آج بھی ہے جو رسالت کے برابر آیا
یہ تو اللہ کے محبوب کا بھی ہے محبوب
بے نیازی کی قسم نازِ پیمبرؐ آیا
مطمئن ہو گیا احمدؐ کا تڑپتا ہوا دل
تن تنہا جو ہے اسلام کا لشکر آیا
دل کی دنیا کا یہ ہے فاتحِ اعظم بخدا
دیکھئے کون یہ اے فاتحِ خیبر آیا
عہدِ شبیرؑ کو کیوں عہدِ نبوت نہ کہوں
دَور ہر ایک پیمبرؐ کا سمٹ کر آیا
لوحِ محفوظ ہے کلکِ یدِ قدرت بھی یہی
اوج پر دینِ محمدؐ کا مقدر آیا
دیر تک سجدے میں بہتے رہے آنسو ساجد
دیکھ کر روضۂ شبیرؑ کو دل بھر آیا

حسینؑ تجھ سے ہے قائم نظامِ تدبیری
تُو جب بھی چاہے بدل دے اُمورِ تقدیری
حُدود کھینچ دیئے نفسِ مُطمئنہ کے
بلند کر دیا تُو نے مذاقِ تفسیری
جہاں رسولؐ ہیں تُو بھی وہیں ہے زیرِ کساء
کوئی سمجھ نہیں سکتا رُموزِ تطہیری
تری نماز کی تمہید کیوں نہ بن جائے
تمام ہے ترے اکبر پہ شانِ تکبیری
کمالِ نہجِ بلاغت میں اِک اضافہ ہے
بڑھایا خطبے نے تیرے وقارِ تقریری
جلالِ حضرتِ عباسؑ تیرا تابع ہے
شباب پر بھی تو غالب رہی تری پیری
رضائے حق کے لئے گھر لُٹا دیا اپنا
بہت بلند ہے تیرا شعورِ تعمیری
ترے نشانِ قدم سے ملے خطوطِ جبیں!
ہر ایک سجدہ ہے ساجد کا نقشِ تحریری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجلّیِ وفا

تُو حقیقت میں خُدا وندِ وفا ہے عباسؑ
تجھ میں ہر وصف امامت کے سوا ہے عباسؑ

نگاہِ حق میں جو ہے انتخاب آیا ہے
علیؑ کے گھر میں پھر اِک آفتاب آیا ہے
نُصیریوں سے یہ کہدے کوئی خدا کے لئے
چلو تمہارے خدا کا جواب آیا ہے!

اے قوتِ شبیرؑ علمدارِ دلاور
تُو ہے تنِ تنہا شہِؑ مظلُوم کا لشکر
بھرپُور نظر آتی ہے حیدرؑ کی جوانی
پڑتی ہیں نگاہیں جو ترے رُوئے مُبیں پر
تُو قوتِ بازُوئے حُسینؑ ابنِ علیؑ ہے
تُو پیکرِ مضبوط میں ہے قدرتِ داوَر
تُو نے بھی ہیں تختے ستم و جور کے اُلٹے
حیدرؑ نے اگر فتح کیا قلعۂ خیبر
بدلا ہے زمانہ ترے اندازِ نظر نے
جرأت میں ہے تُو حیدرؑ صفدر کے برابر
بچتی نظر آتی نہیں اب فوجِ مخالف
اَبرُو کی شِکن ہے کہ یداللہ کے تیور
دیتے ہیں حُسینؑ آج تجھے دادِ شجاعت
نظروں میں جہادِ علیؑ کا ہے جو منظر

ثابت یہ ہوا معرکۂ کرب و بلا میں
ہے عزم ترا حاصلِ عزمِ پیمبرؐ
سب کہتے ہیں تجھے حیدرؑ کرار کی تلوار
تجھ میں بھی نہاں ہیں اسد اللہ کے تیور
تُو حاصلِ تبلیغ ہے تُو مقصدِ تعلیم
ہے تیری زباں ناشرِ احکامِ پیمبرؐ
اِک معجزۂ صبر ہے دریا سے پلٹنا
حیدرؑ کی شجاعت سے ترا ضبط ہے بڑھکر
وابستہ علم سے ترے زہراؑ کی تمنّا
پرچم ہے کہ ہے زینبؑ و کلثومؑ کی چادر
تُو اشجعِ عالم ہے تُو ہی فاتحِ اعظم
مانا ہے مورخ نے یہ تاریخ کو پڑھ کر
چونکا دیا ہر قوم کو احساس نے تیرے
اے عاشقِ شبیرؑ، وفا ختم ہے تجھ پر!
تُو خاصۂ قیوم ہے ساجد کی نظر میں
سجدہ تری درگاہ کا ہے سجدۂ داور

تُو حقیقت میں خدا وندِ وفا ہے عباسؑ
تجھ میں ہر وصف امامت کے سوا ہے عباسؑ
جو خدا چاہتا ہے تُو بھی وہی چاہتا ہے
تیرا دِل کعبۂ تسلیم و رضا ہے عباسؑ
جذبۂ نُصرتِ حق بن کے جہاں میں آیا
تُو اِک اُمیدِ دلِ شیرِ خدا ہے عباسؑ
تربیت میں تری شبیرؑ کا بھی حصّہ ہے
تُو بھی آغوشِ امامت میں پلا ہے عباسؑ
جیسے سائے کی طرح ساتھ نبیؐ کے تھے علیؑ
تُو نے بھائی کا یُونہی ساتھ دیا ہے عباسؑ
اُس کو قرآں بھی مِلا، دامنِ عترت بھی مِلا
جس نے دامن کو ترے تھام لیا ہے عباسؑ
کعبۂ قلبِ امامت میں ترا جلوہ ہے
اہلِ دل کے لئے تُو قبلہ نُما ہے عباسؑ

تُو بھی ہے قاضیِ حاجات بعُنوانِ علیؑ
آستانے پہ ترے لُطفِ دُعا ہے عباسؑ

تیرے ہی ذِکر سے ایثار نے پایا ہے دوام
تیرے ہی نام سے دُنیا میں وفا ہے عباسؑ

رُک گئی آ کے شجاعت کی ترقی جس پر
ضربِ حیدرؑ کا تُو وہ نقشِ وغا ہے عباسؑ

پنج سُورہ کہوں حق کا، کہ علَم کا پنجہ
تیرے پرچم میں بھی قرآں کی ہوا ہے عباسؑ

یہ قلم ہو کے بنے خامۂ تقدیرِ حیات
تیرے ہاتھوں نے بڑا کام کیا ہے عباسؑ

حافظِ عظمتِ اسلام ہے پرچم تیرا
اِسی پرچم سے تو زینبؑ کی ردا ہے عباسؑ

اُس کی نُصرت کے لئے حیدرِ صفدر آئے
جس نے مشکل میں ترا نام لیا ہے عباسؑ

ذوقِ ساجد کے لئے منزلِ سجدہ ہے یہی
نقشِ پا تیرا مقدر سے مِلا ہے عباسؑ

اے شیرِ نیستانِ علیؑ نازِ امامت
چھائی ہوئی فوجوں پہ ہے تنہا تری ہیبت
کیا مدح کروں تیری، قلم کانپ رہا ہے
موسٰیؑ کی طرح آج زباں میں بھی ہے لکنت
تُو ہی مجھے اب حوصلۂ مدح عطا کر
لکھنا ہے مجھے کچھ بہ تقاضائے محبت
شبیرؑ کے الفاظ میں تُو نادِ علی ہے
معلوم ہُوا اب ترا معیارِ جلالت
سلطانِ رسالتؐ نے پکارا تھا علیؑ کو
آواز تجھے دیتا ہے دارائے امامت
مکّے میں، مدینے میں، رہِ کرب و بلا میں
ہر مقصدِ شبیرؑ کو ہے تیری ضرورت
بالواسطہ احمدؐ کا علَم تجھ کو مِلا ہے
تجھ میں نظر آئے ہیں جو اوصافِ امامت

جھولے میں جھلایا تجھے بیٹی نے علیؑ کی!
جبریلِ امیں دیکھ رہے ہیں تری عظمت
آرام ترے سینے پہ کرتی ہے سکینہؑ
یہ رحلِ محبّت ہے وہ قرآنِ امامت
سائے کی طرح بھائی کے ہمراہ رہا تو
شبیرؑ کا سایہ ہے کہ ہے سایۂ رحمت
معیار بلند اتنا کیا تُو نے وفا کا
کونین سے باہر ہے اب اِس لفظ کی وسعت
بابا نے کیا ہے ترے قرآں کا تحفّظ
ہے فرض ترا چادرِ زینبؑ کی حفاظت
ہوتے جو علیؑ کرب و بلا میں یہی کہتے
کچھ کم مری ضربت سے نہیں ہے تری ضربت
لہراتا ہے پرچم ترا غیبت کی فضا میں
اب تک ہے علَم تیرا نگہبانِ شریعت
کیا جانیئے تُو منزلِ تسلیم میں کیا ہے
جب ہے تری تلوار بھی پابندِ مشیّت

عاشور کی شب عزم و عمل کی تھی جو معراج
انگڑائی تری بن گئی توسینِ شجاعت
افسانے محبّت کے بہت مَیں نے سُنے ہیں
اِک امرِ مثالی ہے مگر تیری محبّتؑ
تڑپا دیا دل کو ترے موجوں کی تڑپ نے
مشکیزے میں پیاسوں کی نظر آگئی صورت
پانی نہ پیا چھین کے دریا کو بھی تُو نے
تشنہ دہنی ہے تری اعجازِ محبّت
نذرانے عقیدت کے ہیں سجدے نہیں مولاؑ
ساجد کی عبادت ہے بعُنوانِ محبّت

احساسِ وفادار نے انگڑائی جو لی ہے
اب حیدرِؑ کرّار کی معراج ہوی ہے
جس طرح علیؑ نفسِ خدا، نفسِ نبیؐ ہے
عباسِؑ علیؑ نفسِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

حمزہؑ یہی، جعفرؑ یہی، حیدرؑ بھی یہی ہے
عباسِؑ علمدار میں کس شئے کی کمی ہے

شبیرؑ کی ڈیوڑھی ہو کہ دریا کی ترائی
عباسؑ جہاں بھی ہو وہاں رعبِ علیؑ ہے

تلوار اُٹھائے کہ علم دوش پہ رکھے
ہر رنگ میں آئینۂ آیاتِ جلی ہے

عباسؑ کی ہیبت سے لرزتا ہے زمانہ
کہتی ہے شجاعت کہ شجاعِ ازلی ہے

تفسیرِ امامت ہے کہیں شرحِ نبوّت
مصداقِ علیؑ ہے کہیں مصداقِ نبیؐ ہے

عباسؑ کو سرمایۂ عصمت نہیں کہتے
اندھیر ہے دُنیا میں عجب بے خبری ہے

ہے ان کی بصیرت پہ امامت کی گواہی
حیدرؑ نہ سمجھیئے تو بڑی بے ادبی ہے

جب چاہے یہ انسان کی تقدیر بدل دے
تقدیر یہی مالکِ تقدیر یہی ہے

فرزندِ نبیؐ کا ہے جہاں تازیہ خانہ
ماہِ بنی ہاشم کی وہاں جلوہ گری ہے

شبیرؑ جو پیاسے ہیں تو کو دیتی ہیں موجیں
اب سینۂ دریا میں بھی اِک آگ لگی ہے

چہرے پہ جو ہے شامِ غریباں کی اُداسی
عباسؑ کو زینبؑ کی نظر ڈھونڈ رہی ہے

یہ حال سکینہؑ کا ہے عباسؑ کے غم میں
اب تشنہ لبی ہے نہ غمِ تشنہ لبی ہے

عباسؑ سے کہتی ہیں تڑپتی ہوئی موجیں
پیاسی کوئی دریا کی طرف دیکھ رہی ہے

عباسؑ ہی پہنچائیں گے سجدوں کی زمیں تک
ساجد کی جبیں نقشِ قدم ڈھونڈ رہی ہے

آئے مقابلے پہ یہ کس کی مجال ہے
عباسؑ کا جلال علیؑ کا جلال ہے

جھوٹی قسم کی جرأتِ بے جا محال ہے
شیرِ خدا کے شیر کا ایسا جلال ہے
جعفر کہوں کہ حیدرِ صفدر کہوں انھیں
میرے لئے تعینِ منزل محال ہے
عباسؑ نامور کو علیؑ کا علم دیا
کتنا بلند سبطِ نبیؐ کا خیال ہے
ہے یادگار زینبؑ و عباسؑ کی وفا
بھائی کا مثل ہے نہ بہن کی مثال ہے
عباسؑ کی وفا ہے ابھی تشنۂ بیاں
جس کا نہیں جواب یہ ایسا سوال ہے
جی بھر کے جنگ کر نہیں سکتا علیؑ کا لال
سب سے اہم رضائے خدا کا سوال ہے
دریا پہ قبضہ پیاس میں آساں نہیں مگر
دریا سے تشنہ کام پلٹنا کمال ہے
احساسِ تشنگی ہے ابھی تک فرات کو
پانی نہیں ہے یہ عرقِ انفعال ہے

غازی کو اپنے خون کے بہنے کا غم نہیں
پیاسی سکینہؑ رہ گئی اِس کا ملال ہے
مانگا نہیں سکینہؑ نے پانی چچا کے بعد
یہ غیرتِ وفا ہے کہ غم کا کمال ہے
بھائی کے بعد پہنچی ہیں نظریں کہاں کہاں
کس سے کہیں حسینؑ جو اب دل کا حال ہے
جلوے علیؑ کے دیکھ کے ساجد ہے سجدہ ریز
روضہ نہیں ہے کعبۂ حسن و جمال ہے

اسلام کے لشکر کا علمدار ہے عباسؑ
سر تا بہ قدم حیدرِ کرار ہے عباسؑ
تصویرِ یداللہ ہے زینبؑ کی نظر میں
کس عظمتِ کردار کا معیار ہے عباسؑ
کوثر بھی ہے تسنیم بھی قبضے میں جری کے
حیدرؑ کی طرح مالک و مختار ہے عباسؑ

پابندِ اشاراتِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے
جو قبضۂ حق میں ہے وہ تلوار ہے عباسؑ

منشائے الٰہی ہے لڑائی نہیں اس کی
پابندِ مشیّت دمِ پیکار ہے عباسؑ

شبیرؑ سے بیعت کی طلبگار تھی اک قوم
ہر قوم سے بیعت کا طلبگار ہے عباسؑ

بخشی تھی بلندی جسے دوشِ علویؑ نے
اُس پرچمِ اسلام کا حقدار ہے عباسؑ

معیارِ وفا بن گیا شبیرؑ کا لشکر!
خالق کی قسم خالقِ کردار ہے عباسؑ

اے جانِ علیؑ مظہرِ اسرارِ امامت
قرآں کا خلاصہ تری گفتار ہے عباسؑ

کیا کم شبِ ہجرت سے تھا عاشور کا جذبہ
تُو مرضیٔ خالق کا خریدار ہے عباسؑ

ہے رُعب ترا چادرِ زینبؑ کا نگہباں
تُو خیمۂ سرورؑ کا نگہدار ہے عباسؑ

عرفانِ وفا کرتا ہے سجدہ ترے در کا
ساجد کی نظر میں ترا دربار ہے عباسؑ

کیا مدح لکھوں سینے میں دم کانپ رہا ہے
عباسؑ ہیں نظروں میں قلم کانپ رہا ہے

اب چاک ہُوا جاتا ہے بیداد کا پردہ!
اس شیر کی ہیبت سے ستم کانپ رہا ہے

عباسؑ کی نظروں میں ہیں آثارِ قیامت
لرزاں ہے عرب اور عجم کانپ رہا ہے

آقا مرا صابر ہے یہ معلوم ہے پھر بھی
دل کھا کے جلالت کی قسم کانپ رہا ہے

آیا ہے جو عباسؑ کی عظمت کا تصوّر
دربار میں شاہی کا حشم کانپ رہا ہے

بھیجا ہے اماں نامہ جری کے لئے لیکن
غدّارِ حکومت کا بھرم کانپ رہا ہے

اُڑنے سے پھریرے کے فضا میں ہے تلاطُم
کیا جانیئے کیوں آج علم کانپ رہا ہے
عباسؑ حدیں کھینچ گئے مہرووفا کی
اِس راہ میں ہر نقشِ قدم کانپ رہا ہے
اِک تیرِ ستم توڑ گیا مشکِ سکینہؑ
پانی جو بہا دیدۂ نَم کانپ رہا ہے
ساجد مجھے حاصِل ہے جو عرفانِ محبّت
سجدے میں ہے دِل جذبۂ غم کانپ رہا ہے

○

آیا لبِ فرات وفاؤں کا جب امام
موجوں نے سَر کو پاؤں پہ رکھا بہ احترام
عباسؑ نامدار نے ایک ایک بُوند پر
لکھا ہے اپنے خونِ جگر سے وفا کا نام

○

خوشنویسی بہ حُسن وخوبی تمام شُد بہ قلم سلام خوشنویسؒ غفرلہٗ